SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, February 25, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes after five in the evening with Mr. Presiding Officer (Ch. Muhammad Anwar Bhinder) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰا یھا الذین ٰ ا منوا ھل ادلکم علیٰ تجارت تنجیکم من عذاب الیمO تو ء منون باللہ و رسولہ و
تجا ھدون فی سبیل اللہ با موالکم و انفسکم ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون O

ترجمہ۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے خلاصی دے۔ (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Presiding Officer: Question Hour.

#80. **Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Interior and

---

\# Transferred from the Cabinet Division.

Narcotics Control be pleased to state whether it a fact that the buses plying from Secretariat to Tarnol are not completing the route, if so, the steps being taken by the Government in this regard ?

Ch. Shujat Hussain: No. The buses plying from Secretariat to tarnol Route No.104 are completing their route.

Mr. Presiding Officer: Supplementary, please.

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ، جناب، سوال کا جواب کون دیں گے؟

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, the concerned Minister

ہمیشہ غیر حاضر ہوتا ہے ۔ وٹو صاحب کا بہت احترام ہے لیکن یہ technical قسم کے سوالات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بیچارے بعض اوقات ہمارے سوالات کے ساتھ انصاف نہیں کر پاتے، جتنے بھی ہمارے سوالات supplemented ہوتے ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ پہلے گورنمنٹ کو کہیں، ما شاء اللہ اچھی خاصی ان کی بڑی team ہے، لیکن وقت پر ہمیشہ متعلقہ وزیر غیر حاضر ہوتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Safdar Ali Abbasi Sahib

کا point درست ہے اور میں یہ توقع کرتا ہوں کہ جن فاضل وزیر صاحب کا question ہو وہ ضرور Question Hour attend فرمایا کریں اور ایک دوسری بات مزید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عام طور پر چیئرمین صاحب کے آفس میں یہ انتظار ہوتا ہے کہ یہاں کچھ آدمی آ جائیں تو پھر چیئرمین صاحب آئیں ۔ ممبر صاحبان کو انتظار ہوتا ہے کہ چیئرمین صاحب شروع کریں تو ہم جائیں ۔ سوال یہ ہے کہ جب ایک وقت کیلیے House adjourn ہوا ہے، ممبر صاحبان کو ضرور تشریف لانا چاہیے اس appointed hour پر یہ انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ چیئرمین صاحب آئیں تو پھر وہ آئیں ۔ کیونکہ چیئرمین صاحب ان کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ ممبر صاحبان کچھ نہ کچھ تو ہوں کہ جب آیا جائے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب چیئرمین ! بیشتر تو ریگولر لوگ ہیں جو پندرہ بیس تقریباً لابی میں ہوتے ہیں - جونہی آپ تشریف لاتے ہیں تو اس وقت آپ دیکھتے ہیں کہ کم از کم بیس پچیس آدمی آ جاتے ہیں - میری آپ سے درخواست ہوگی کہ جو بھی آپ وقت مقرر کریں ، جیسے پانچ بجے کا وقت مقرر ہے ' اگر آپ سوا پانچ بجے آجائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اکثریت حاضر ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - میں یہ عرض کروں کہ سوا پانچ کا سوال نہیں ہے - سوال یہ ہے کہ میں پانچ بجے یہاں تھا۔ پانچ بجے سے انتظار کر رہا تھا۔ میں جب آیا ہوں تو ایک ممبر تھا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - لوگ لابیز میں ہوتے ہیں - مثلاً آپ دیکھیں کہ اب جب وقفہ سوالات شروع ہوا تو آپ دیکھیں بیس بائیس لوگ موجود ہو گئے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - نہیں ، حاضر تو ہو گئے ہیں ، لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ پریکٹس درست نہیں ہے کہ انتظار کریں چیئرمین صاحب - ممبر صاحبان وقت پر تشریف لائیں تاکہ چیئرمین صاحب فوراً آسکیں تاکہ وقت کی بچت ہو۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - ٹھیک ہے جناب۔

جناب رفیق احمد شیخ - آپ کا ارشاد بالکل ٹھیک ہے but there will have to be a reciprocal یہ نہیں ہو گا کہ ممبر صاحبان یہاں آ کر آدھے گھنٹے سے بیٹھیں رہیں they are waiting for Session proceeding

Mr. Presiding Officer: yes, this is very correct.

Mr. Rafique Ahmed Shaikh: There will have to be reciprocal انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ it will be quite successful

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جی بالکل میں تو سمجھتا ہوں اگر پانچ بجے کا وقت ہے تو ممبر صاحبان پانچ بجے آئیں اور چیئرمین صاحب بھی پانچ بجے تشریف لائیں ۔

جناب خدائے نور - اگر چیئرمین صاحب یہ خود کریں تو میرے خیال میں پانچ دس منٹ میں سب آ جائیں گے۔ اگر چیئرمین صاحب ایک دفعہ وقت پر یہاں آکر بیٹھ جائیں تو یہ سب کے سب خود بخود آ جائیں گے - کیونکہ یہی ہم کہتے ہیں کہ چیئرمین صاحب نہیں آئے آدھہ گھنٹہ کا وہ پیریڈ خواہ مخواہ

ضائع ہوتا ہے۔ تو یہ ہے کہ آپ اگر وقت پر آجائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ممبر صاحبان یہ نہ انتظار کریں کہ چیئرمین صاحب آئیں تو ہم ہاؤس میں جائیں۔

جناب خدائے نور ۔ ہم دونوں ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہیں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں ایک پہل کرے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔جی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔جناب چیئرمین ' میں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ ایک تو جو وقفہ سوالات ہے اس کو واقعتاً اتنی بڑی ہماری وفاقی کابینہ توجہ نہیں دے رہی ۔ میں بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں ۔ دیکھیں اب دوسرا ایوان یعنی قومی اسمبلی بھی نہیں چل رہا۔ لیکن جناب اکثر و بیشتر یہ ایک روٹین بنی ہوئی ہے کہ ایک آدھ وزیر آکر سب کا جواب دے رہا ہے ۔ بات یہ ہے کہ جناب اس طرح سے جوابات صحیح نہیں ملتے اور عوام بھی اس طرح کے جوابات سے مطمئن نہیں ہوتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔بات درست ہے میرا خیال ہے کہ کئی دفعہ چیئرمین صاحب بھی کہہ چکے ہیں اور کئی دفعہ ہدایات دے چکے ہیں ۔ لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہو رہا ۔ میں درخواست کروں گا آپ کی خدمت میں اور آپ کی توسط سے ساری کابینہ کو کہ جب بھی وقفہ سوالات ہو یا جب بھی آپ کا بزنس ہاؤس میں ہو تو دوسری مصروفیات کو چھوڑ دیں ۔ اور یہ آپ کا پارلیمانی روایات کے مطابق مقدم فرض ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب والا ' کوشش تو کی جاتی ہے لیکن کبھی کبھی اہم امور میں یہ ہو جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔اب اس سلسلے میں جائیں کہ وہ کیا مصروفیت تھی ۔ کیا وہ اس سے زیادہ اہم تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا مناسب نہیں ہے ۔ لیکن بہرحال یہ گزارش ضرور ہے کہ اس کو اہمیت دی جائے اور question hour کو اہمیت دیتے ہوئے فاضل وزراء صاحبان ضرور تشریف لایا کریں اور اپنا کام کسی اور کو دے کر نہ جائیں ۔ ظاہر ہے آپ کو نارکوٹکس کا اتنا علم نہیں ہے جتنا چوہدری شجاعت حسین صاحب کو ہے۔

Yes, please, now we proceed on with the Question Hour

میاں محمد یسین خان وٹو ۔ بجا ہے جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ میں چاہے ریل ہو یا بسیں یا پی آئی اے ہو، پورے ملک میں برا حال ہے ۔ پورے ملک کے عوام اس ٹرانسپورٹ کے سسٹم سے بیزار ہیں اور مشکلات سے دوچار ہیں ۔ اسلام آباد ہمارا دارالخلافہ ہے اس میں بھی یہ صورت ہے کہ عوام کی اکثریت پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرتی ہے ۔ اور یہ روٹس کے معاملے میں پورے ملک میں ایک ٹرانسپورٹ مافیا ہے ۔ وہ اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلاتا ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Be brief, be brief sir.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میرا سوال یہ ہے، brief یہ ہے کہ جناب والا! آپ کیا یہ یقین دہانی اس معزز ایوان کو دیں گے کہ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پہلے ٹرانسپورٹ کے معاملے کو درست کرنے کی بسم اللہ اسلام آباد سے کریں گے پھر بسم اللہ اسلام آباد سے کریں ۔ اور اس کے بعد سارے ملک میں ٹرانسپورٹ کا نظام جو ہے اس کو بہتر کریں چونکہ عوام الناس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے ۔ پرائیویٹ گاڑیاں نہیں رکھ سکتے ہیں، غریب لوگ ہیں ۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے آپ یقین دہانی دیں گے ؟

Mr. Presiding Officer: Yes Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یسین خان وٹو ۔ اس کے لئے اقدامات کیے جارہے ہیں ۔ اور یہ ترنول سے سیکریٹریٹ تک کے روٹ کا ذکر ہے اور یہ سوال اس سے متعلق ہے ۔ اس بارے میں پوری کوشش کی جارہی ہے اور عام طور پر روٹ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ complete نہیں کرتے ۔ عام طور پر روٹ complete کرتی ہیں بسیں لیکن اگر کہیں شکایت ہوتی ہے تو ان کا چالان کیا جاتا ہے اور اس چالان کے ذریعے ان کو سزا دی جاتی ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب مسعود کوثر ۔

سید مسعود کوثر ۔ جناب والا! یہ چونکہ متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں اس لئے سمجھ نہیں آتی کہ سوال کرنا بھی چاہیے کہ نہیں ۔ عام طور پر یوں محسوس کیا جاتا ہے کہ مخصوص لوگوں کو پرمٹ دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن آپ دیکھتے ہیں چاہے وہ اسلام آباد ہو یا پاکستان کا کوئی حصہ ایک ایک بس میں اور پک اپ میں کتنی بڑی تعداد میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو چڑھا دیا جاتا ہے اور آئے

بس میں اور پک اپ میں کتنی بڑی تعداد میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو چڑھا دیا جاتا ہے اور آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں اور حکومت صرف افسوس کرتی ہے اور اب وہ بھی چھوڑ دیا حکومت نے ۔ تو یہ ایک بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جی اقدامات کیے جارہے ہیں ہمیں یہ بتائیں کہ کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ جو جنرل قسم کے جوابات دے دیتے ہیں اس سے بات نہیں چلے گی۔ ہمیں precisely بتائیں کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Yes Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب والا! حکومت یہ کر رہی ہے کہ جو لوگ اس کو violate کرتے ہیں، سوال یہ ہے، پہلے سوال ملاحظہ فرمائیں کہ ترنول سے سیکرٹریٹ تک وہ کہتے ہیں کہ بسیں روٹ پورا نہیں کرتیں ۔ میں نے عرض کیا کہ عام طور پر بسیں وہ روٹ پورا کرتی ہیں لیکن اگر کہیں یہ پتا چلے کہ کوئی بس اس کو violate کر رہی ہے تو اس کا چالان کیا جاتا ہے ۔ اس کو قرار واقعی سزا دی جاتی ہے ۔ اور جس کے نتیجے میں بہرصورت یہ ہے کہ جو کوئی قانون کو violate کرتا ہے اس کو قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے جب سزا دی جاتی ہے تو پھر اس کے بعد سمجھ لیجیے یہ صورتحال جو ہے وہ بہتر ہو جاتی ہے ۔

سید مسعود کوثر ۔ پولیس جو ہے وہ ان سے بھتہ لیتی ہے اور کوئی سزا نہیں دی جاتی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب رفیق احمد شیخ صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ ۔ جناب چیئرمین ! یہ شکایت والا مسئلہ تو بڑا ایک complication والا مسئلہ ہے ۔ وہ پھر بے چارے شکایت کریں گے ایک نیا پراسیس شروع ہو جائے گا اگلی بار وہ بس والا ان کو بٹھائے گا ہی نہیں they should prevent this practice اس کا باقاعدہ اہتمام ہونا چاہیے کہ یہ بڑا important روٹ ہے اور پبلک کو بہت تکلیف ہوتی ہے راستے میں بس رک جاتی ہے سب اتر جاؤ جی یہاں پر بس اب ختم ہوتی ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Yes Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ بسیں نہیں رکتیں جناب ٹریفک پولیس بھی اس کو دیکھتی ہے اور RTA کا محکمہ بھی اس کو دیکھتا ہے ان کا فرض ہے وہ اس کو look after کرتے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: My point of order is that, according to the printed answers, there are four Ministers whose questions are fixed today. There is the Interior Minister, there is the Defence Minister, there is the Railways Minister and there is General Sahib. So that makes four Ministers.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ڈیفنس منسٹر بھی کوئی نہیں ہے، ریلوے منسٹر بھی کوئی نہیں ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir that is not our out come, the point is; there are four Ministers who are concerned, there is only one Minister who is present who is relevant and that is General sahib.

Mr. Presiding Officer. Yes Minister sahib.

Syed. Ghous Ali Shah: I look after the work of the Ministry of the Defence. There is notification by Ministry of Defence.

Mian Raza Rabbani: If there is a notification by the Ministry of Defence, that is fine.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ درست نہیں ہے ۔ روٹ نمبر 104 یہ عوام کی طرف سے ہم نے سوال اٹھایا ہے جناب مجھے ' ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے ' آپ دیکھیں ناں جواب یہ دیا گیا ہے ' یہ درست نہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایک بھی گاڑی جس کے پاس روٹ نمبر 104 ہے وہ ترنول نہیں جاتی ۔ اور آپ ہمیں کہتے ہیں جی کہ ایسا نہیں ہے ۔ بھائی اس معزز ایوان میں بھی آپ ہمیں جواب صحیح نہیں دیتے ' درست نہیں دیں گے میں چیلنج کرتا ہوں منسٹر صاحب کی statement کو۔

میاں محمد یسین خان وٹو ۔ گاڑیاں جاری ہیں اور عام طور پر بسیں روٹ مکمل کرتی ہیں اور وہ یہ بتائیں کہ کس طریقے پر وہ مطمئن ہوں گے۔ وہ کل ہی چلیں میں سارے محکمے کو ان کے ساتھ

اور وہ یہ بتائیں کہ کس طریقے پر وہ مطمئن ہوں گے۔ وہ کل ہی چلیں میں سارے محکمے کو ان کے ساتھ کرتا ہوں اور وہ چیک کرلیں کہ بسیں چل رہی ہیں یا نہیں چل رہی ہیں ۔ انہوں نے سوال یہ کیا ہے کہ کوئی بس روٹ پورا نہیں کرتی ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ خود چل کر دیکھیں میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان کا ارشاد درست نہیں ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وقت نکالیں ۔ میں ٹریفک پولیس کو بھی اور آر ٹی اے کو بھی آپ کے ساتھ ملاتا ہوں ۔ جیسے ترنول سے آئیں دیکھیں سیکرٹریٹ تک یا یہاں سے چل کر دیکھیں ترنول تک کہ کیا واقعی بسیں چلتی ہیں کہ نہیں ۔ آپ کے خیال کے مطابق کوئی بس بھی روٹ پورا نہیں کر رہی ہے اور یہاں یہ دیا جا رہا ہے کہ وہ بسیں روٹ پورا کرتی ہیں۔ جناب والا! یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! یہ جو ان کے پاس روٹ نمبر 104 ہے ۔ وہ ساری بسیں نہیں جا رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی آفتاب احمد شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ عام طور پر بسیں روٹ مکمل کرتی ہیں لیکن جو نہیں کرتی ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے ۔ یہ جواب میں فرمایا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بسوں کی تعداد بتا سکیں گے ، ایسے cases کی جہاں روٹ پرمٹ suspend کیا ہو ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی وزیر صاحب برائے پارلیمانی امور۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ تو میں نہیں بتا سکتا لیکن یہ میں بتا سکتا ہوں کہ 24 فروری یعنی کل تک ان بسوں کا جنہوں نے اس حکم کو violate کیا ہے ۔ ان کا چالان کیا گیا اور 70 ہزار کے قریب ان کو جرمانہ کیا گیا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ کیا روٹ پرمٹ suspension کا کوئی کیس نہیں ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں نہیں کہہ سکتا ۔ یہ جرمانہ ان کو ہوا ہے ۔ اس کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ suspend ہوا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اگلا سوال 111 ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔

111. *Dr. Safdar Ali Abbasi : Will the Minister for Interior and

Narcotics Control be pleased to state the names nad qualification of the persons appointed or sent on deputation in FIA since 19 February, 1997, indicating also the posts against which they were appointed/posted on deputation?

Ch. Shujat Hussain: No regular appointment has been made in FIA since 19th February, 1997. A list of appointments made on contract basis for a period of two years is at Annex-I. A list of appointments made on deputation basis is at Annex-II.

(Annexures have been placed on the table of the House and copies have also been provided to the Member).

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ کوئی ضمنی سوال۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میرا یہ سوال تھا کہ ایف آئی اے کے اندر appointments کتنی ہوئی ہیں تو منسٹری کی طرف سے جواب آیا ہے کہ appointments contract پر ہوئی ہیں جو تقریباً 30 کے قریب ہیں اور یہاں پر جو لسٹ ہے۔ اس میں 30 ہیں اور جناب! میں جناب وٹو صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اس میں سے 28 appointments ایسی ہیں جو پی ایم سیکرٹریٹ کے DO کے اوپر ہوئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا دھاندلی ہے، یہ کیا طریقہ کار ہے۔ ایف آئی اے کا ریکروٹمنٹ کے لیے کوئی اپنا طریقہ کار نہیں ہے، کیا حکومت کی ریکروٹمنٹ کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ *What is this* کہ ایف آئی اے کے اندر 30 appointments contract پر ہوتی ہیں اور اس میں سے 28 پی ایم سیکرٹریٹ کے DO پر ہوتی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وزیر برائے پارلیمانی امور۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ چونکہ یہ ایک appointments کے بارے میں جنرل بات ہے۔ یہ کسی case میں نہیں ہے کہ یہ appointments regular کی گئیں ہیں۔ رولز کے مطابق یہ ہے کہ اگر کسی کی ریگولر appointment کرنی ہو، اور وہ بہت ساری سروسز ہیں جس میں appointments through public service commission کی جاتی ہوتی ہے، لیکن رولز میں یہ exception ہے کہ دو سال کے contract تک پرائم منسٹر صاحب اس کو appointment دے سکتے ہیں

اور ساتھ general ban بھی تھا ' اس وجہ سے سوائے پرائم منسٹر صاحب کے اس حکم کے وہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ تو دو جو ہیں ۔ جس طرح انہوں نے خود فرمایا کہ ان کے لئے وزارت داخلہ کی طرف سے سمری بھیجی گئی تھی اور باقی جو ہیں پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے ہی آئے چونکہ ban کے دوران کسی صورت appointments نہیں ہو سکتی تھی اور یہ مستقل appointments نہیں ہیں ' یہ ریگولر appointments نہیں ہیں ۔ یہ صرف دو دو سال کے contracts کے لیے ہیں ۔ اب ban اٹھا لیا گیا ہے اور اب اس کے بعد جو appointments ہوں گی اس سلسلے میں اس میں جو یہ لوگ 28 بھی آئے ہیں یہ بھی باقاعدہ اس میں قانون کے مطابق compete کریں گے اور پھر اس میں selection میں آ سکیں گے ۔ یہ صرف دو سال کے لئے عارضی ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی زاہد خان صاحب ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میرا ضمنی سوال تین حصوں میں ہے ۔ وزیر صاحب ذرا غور سے سننے کے بعد جواب دے دیں ۔ جناب ایک تو یہ ہے کہ نمبر 5 پر یہ جو ڈیپوٹیشن پر گیا ہے محمد جمشید ۔ کیا یہ محمد جمشید وہ نہیں ہے جو ماڈل ٹاؤن میں میاں نواز شریف کے دفتر میں کام کرتا تھا ۔ ایل ڈی اے سے جو آپ نے اس میں بھیجا ہے ۔ دوسرا آپ نے منظور ناجی ایک پانچ نمبر پر ہے اور دوسرا بائیس نمبر پر ' منظور ناجی جو نذیر ناجی صاحب کا بیٹا ہے اسے آپ ڈیپوٹیشن پر ایف آئی میں لے کر آئے ہیں اور آپ نے ان دونوں اشخاص کو لاہور ائرپورٹ امیگریشن میں کیا تھا ۔ کیا یہ ٹھیک ہے ان کی تعیناتی کے بعد کینیڈا اور امریکہ میں جو بغیر دستاویزات کے لوگ بھیجے گئے تھے اور وہ واپس deport گئے تھے اور جو واپس deport ہو گئے تھے اس سلسلے میں پی آئی اے کو جرمانہ کیا گیا تھا ۔ میرے خیال میں دو یا اڑھائی لاکھ ڈالر ۔ اس کے بعد جو ان لوگوں کے خلاف تحقیقات ہو رہی تھی ابھی تک وہ تحقیقات کس مرحلے پر ہیں اور ان کو کس capacity پر وہاں بھیجا گیا تھا ۔ یہ ذرا آپ تفصیل سے بتائیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب زاہد خان صاحب ! عام طور پر سپلیمنٹری ایک ہوتا ہے اور مختصر ہوتا ہے اور اگر چھوٹے چھوٹے سپلیمنٹری ہوں تو بہت سے سپلیمنٹری پوچھے جا سکتے ہیں ۔ آپ کے تین سوال ہیں ۔

Mr. Presiding Officer: Order please. Mr. Yasin Watto.

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ فاضل ممبر صاحب نے جتنا ان دو بندوں کے متعلق کہا ہے

وہ میرے علم میں نہیں ہے۔ اس کے بارے میں information لے کر ان کو بتا سکوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! اسی لئے ہم شروع سے رو رہے تھے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! اگر فاضل ممبر درست سمجھیں تو اس کو defer کر دیں اور جس دن منسٹر صاحب خود ہوں گے وہ جواب دے دیں گے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب یہ میرے ایک سوال کا تو ابھی جواب دے دیں کیونکہ پھر وہ defer ہو رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی فرمائیے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب ابھی فاضل وزیر صاحب نے یہ بات فرمائی کہ overall employment پر ban تھا اور ban کو circumvent کرنے کے لئے وزیر اعظم کے پاس یہ discretion تھی، تو انہوں نے اپنی political constituency کو favour کرنے کے لئے یہ contract appointments کیں۔ انہوں نے ابھی یہ admit کیا کہ ban تھا اور ban کی وجہ سے 30 میں سے 28 لوگوں کو D.O. پر کیا۔ اب میں ان سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اگر discretion تھی بھی تو discretion اس وقت استعمال ہوتی ہے جب کوئی چیز ناگزیر ہو جائے۔ کوئی department کسی فرد کے بغیر یا اس کی expertise کے بغیر چل نہیں سکتا تب پرائم منسٹر اپنی discretion استعمال کرتا ہے اور آج بھی سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا ہے کہ

"The President shall apply his mind while settling cases of the Mohtasib. So, once again the old settled principle which you know that discretion has to be applied after application of mind........

Mr. Presiding Officer: Supplementary please.

Mian Raza Rabbani: I am coming to the question. Now my basic question is sir,

کہ یہ 30 کی 30 جو contract appointments ہوئی ہیں جن میں سے 28 پرائم منسٹر کی ہیں تو اگر آپ

ان کا experience دیکھیں ' خیر qualification تو B.A ہے اس کو چھوڑ دیں ' لیکن اگر آپ experience دیکھیں , if we start from number 6 کیونکہ اوپر تو ایک ریٹائرڈ میجر صاحب ہیں ' ایک worked in a private organization ہے ' ایک worked in Sui Southern ہے ' پھر 6, 7, 8, 9 جو ہیں they were employees of ABL Lahore. اب ABL لاہور کے employees کا کونسا ایسا ناگزیر کام تھا کہ وہ FIA میں آتے۔ جناب پھر آپ آ ئیں Sub Inspectors پر ۔ 6 Sub Inspectors appoint ہوئے ہیں اور all on D.O. from the Prime Minister's Office اور چھ کے چھ کا experience nil ہے۔ پھر آپ مزید آگے چلیں' دس ASI appoint ہوئے ہیں اور یہ دس کے دس ASI پرائم منسٹر سیکریٹریٹ کے D.O. پر ہوئے ہیں۔ یہ میں اپنے طور پر نہیں کہہ رہا ' یہ table ہے ۔ ان دس کے دس کا experience nil ہے ۔ پھر جناب آپ آیئے مہربانی فرما کر Constables پر ۔ دو بیچارے Constable ہوئے against Prime Minister's D.O. ان کا بھی experience nil ہے ۔ پھر جناب آپ آئیں LDCs and UDCs پر ' وہ ہوئے ہیں تین ' ان میں سے ایک Establishment Division نے کروایا ہے ۔ دو Prime Minister's Secretariat سے ہوئے ہیں ۔ Against D.O. of the Prime Minister's Secretariat, again experience nil. اس کے علاوہ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ جو domicile کا کالم ہے ' اس کالم میں 28 appointments میں سے 17 appointments لاہور سے ہیں جو پرائم منسٹر کی constituency ہے ۔ تو کیا یہ correct نہیں ہے کہ یہ جو appointments کی گئی ہیں یہ political favouritism ہے اور ban کو circumvent کرنے کے لئے کی گئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا سوال تو آ گیا مگر ہم defer کر رہے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ question جہاں ہے وہاں پر اشتعال بھی ہے۔ باقی سوال defer کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: That expectation of more preparation on this question and supplementaries is there. Next question No. 112 Dr. Abdul Hayee Baloch.

112. *Dr. Abdul Hayee Baloch: Will the Minister for Defence be pleased to state the names of Trained Under Graduate Teachers in English Medium Schools under the Federal Government Educational Institutes Cantt. /Garrison who acquired the qualification of B.Ed. four years back but have not been promoted so far and the time by which they will be promoted?

Minister for Defence: (a) 24 Trained Under Graduate Teachers in English Medium Schools acquired B.Ed. qualification 4 years back. Lists enclosed as Annex-A,B.

At present 327 Trained Under Graduate Teachers possess B.Ed. qualification inlcuding those listed at (a) above. Only 30 posts of Trained Graduate Teachers are available against promotion quota. Exact time for the promotion of these Trained under Graduate Teachers who acquired B.Ed. Degree four years back cannot therefore, be indicated as the promotion to the posts of Trained Graduate Teachers is made on seniority-cum-fitness basis subject to availability of posts against promotion quota i.e. 50% of the total posts of TUGT.

Annex-A.

NAMES OF TUGTs(Female) who have passed B.Ed.Exam four years back

S.No.	Name & School	Date of apptt as TUGT	Year of passing B.Ed.
01.	Mrs.Arifa Bibi FG.Junior P/S Wah.	01-11-1987	1994
02.	Miss.Samina Mumtaz FG.P/S.(2nd.shift)Wah.	27-01-1988	1995
03.	Mrs.Ghulam Sakina FG.P/S. Cherat	01-03-1990	1995
04.	Miss.Saeeda Afridi FG.Boys P/S Quetta	01-03-1990	1995
05.	Miss.Farkhanda Riaz FG.P/S Havalian	01-03-1991	1995
06.	Mrs.Shehnaz Jamil FG.P/S Karachi	29-10-1991	1995
07.	Miss.Asima Afzal FG.P/S Hyderabad	03-01-1993	1994
08.	Mrs.Rukhsana Akhtar FG.Junior P/S No-1 Peshawar	25-07-1993	1994
09.	Mrs.Rubina Nasir FG.P/S Manora Karachi	03-11-1993	1995

10.	Miss.Riffat Anjum FG.Sir Syed Girls Sec. School Rwp.	03-11-1993	1995
11.	Miss.Razia Begum FG.P/S Kohat	08-05-1994	1994
12.	Miss.Rukhsana Tanveer FG.P/S Kohat	08-05-1994	1994
13.	Miss.Anees Fatima FG.Boys P/S Quetta	29-05-1994	1994
14.	Miss.Surya Khalid FG.P/S Havalian	02-11-1994	1995
15.	Miss.Saeed Tehseen Fatima FG.P/S Murree	31-12-1994	1994
16.	Mrs.Shahida Ehsan FG.P/S Batkhella	01-05-1995	1995
17.	Mrs.Tasneem Kausar FG.Sir Syed Girls Pry School(2nd.Shift)Rwp.	01-05-1995	1994
18.	Miss.Shamshad Begum FG.Girls P/S Bannu	01-05-1995	1995
19.	Miss.Shazia Noreen FG.Girls Sir Syed Pry School(2nd.Shift)Rwp.	01-05-1995	1995
20.	Miss.Saima Khaliq FG.Girls P/S Bannu	01-05-1995	1995
21.	Miss.Abida Parveen FG.Girls P/S Havalian	20-05-1995	1994
22.	Mrs.Munawar Khatoon FG.Junior P/S 2nd.shift Rwp.	01-05-1996	1994

Annex-B.

Names of TUGTs (Male) who have passed B.Ed.

Exam. four years back.

S.No.	Name & School	Date of apptt. as TUGT.	Year of Passing B.Ed.
01.	Mr. Inayutur Rehman FG.P/S Muzaffarabad	05-03-1994.	1994.
02.	Mr. Jamil Hassan Khan FG./Middle School Golra	22-09-1996	1995

قاضی محمد انور۔ یہ سوال جو آپ نے defer کیا ہے اس کی information کے لئے they supply only two copies جناب حکم کردیں in the meantime یہ ہمیں supply کردیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ صورت یہ ہے کہ جو لمبی information ہوتی ہے وہ یا فاضل ممبر کی میز پر رکھ دی جاتی ہے یا table of thc House پر رکھتے ہیں۔

قاضی محمد انور۔ جناب یہاں یہ ہوا ہے کہ انہوں یہ آدھی انفارمیشن دی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ قاضی صاحب کو یہ پوری انفارمیشن دیں جی۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir this is only two, we need this , please direct them to provide me a copy.

Mr. Presiding Officer: That they will provide you , answer taken as read any supplementary please.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی میرا ضمنی سوال آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ ہے کہ 327 teachers ہیں جو trained ہیں اور چار سال سے بھی زیادہ عرصہ ان کو گزر چکا ہے یہ English Medium School میں جی اور وہ ٹریننگ بھی کرچکے ہیں اب میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنی پوسٹیں خالی ہیں اور ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جواب میں بتایا ہے تیس ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی جناب لکھا ہے اور یہ جو تیس ٹیچرز ہیں ان کو promote کرنے کے لئے جو ان کا حق بنتا ہے تاکہ اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی ہو اور بچوں کو صحیح تعلیم دے سکیں، میں یہ سوال کروں گا ان سے کہ یہ ترقیاں کب ہوں گی۔ اور یہ trained graduate جو teachers ہیں ان کا جو حق ہے ان سے بے انصافی ہو رہی ہے اس کا ازالہ کس طرح سے اور کتنی جلدی ہو گا۔

Mr.Presiding Officer: Minister Incharge for Defence.

سید غوث علی شاہ۔ جناب یہ جو 30 Posts ہیں جو جواب میں دی گئی ہیں یہ جیسے ban lift ہو گا in principle اور جیسے یہ پالیسی آ جائے گی تو یہ 1999 میں تین آدمی تو promote ہو جائیں گے against the vacant posts باقی پوسٹیں ہیں ہی نہیں اس لئے امتحان کوئی پاس کرتا ہے تو یہ کوئی obligatory تو نہیں کہ امتحان پاس کرنے سے promotion ان کی ہو جائے promotion is subject to vacancies اور 30 vacancies ہیں یہ 99 میں ہو جائیں گے اور پھر جیسے جیسے vacancies ہوتی جائیں گی یہ in order of seniority cum fitness پہ promote ہوتے جائیں گے۔

Mr.Presiding Officer: Next question Syed Muhammad Jawad Hadi

Mr.Presiding Officer: Any supplementary please.

113. *Syed Muhammad Jawad Hadi: Will the Minsiter for Kashmir Affairs, Northern Affairs States and Frontier Regions be pleased to state whether it is a fact that the building of Vacational Institute for women in Alam Khan Kot Mirazai, Orakzai Agency, has been completed, if so, the reasons for not posting the staff there and the time by which it will be posted?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik: It is correct that the building for Vocational Institute has been completed. The staff could not be

posted due to ban on recruitment.

سید محمد جواد ہادی۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کی توسط سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ Vocational Institute for Women جو اورکزئی ایجنسی میں بنا ہے واحد ادارہ ہے جو اس پسماندہ علاقے میں بنا ہے اور عرصے سے اس کی عمارت مکمل ہے جواب میں فرمایا ہے چونکہ بھرتیوں پر پابندی تھی لہذا وہاں سٹاف مہیا نہیں کیا گیا اب جو بھرتیوں سے پابندی اٹھا لی گئی ہے کیا وزیر محترم یقین دہانی کرائیں گے کہ پہلی فرصت میں اس کے لئے سٹاف بھرتی کیا جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: Yes, Minister Incharge for Northern Affairs

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبد المجید ملک۔ جناب چیئرمین! فاضل سینیٹر صاحب کا جو سوال اور ڈیمانڈ ہے وہ بالکل جائز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صرف یہی Women Vocational Centre مذکورہ ایجنسی میں نہیں ہے بلکہ اور بھی ڈگری کالجز ہیں جن میں بہت سی vacancies ایسے ہی پڑی ہوئی ہیں اور ہمارے لئے مصیبت یہ تھی کہ there was this ban , it had to be obeyed ا گر کبھی کبھار ہم کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم vacancies fill in کر رہے ہیں لیکن Finance division does not release the funds اور اسی لئے یہ بدقسمتی سے نہیں ہو سکا۔ اب بلڈنگ مکمل ہے اور اس میں کل 13 vacancies ہیں۔ اب ban partially lift بھی ہو گیا ہے لیکن اس کی notification has not come yet. In the meantime , to save time, I have already requested the government of NWFP کہ اس کے اشتہار دے کر اپنی تیاری مکمل کر لیں اور جیسے ہمیں notification ملتا ہے یہ بھی اور دوسری vacancies بھی انشاء اللہ جلد از جلد fill ہو جائیں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی جناب عباس صاحب۔

Mr. Abbas Sarfraz Khan: Sir, will I ask the honourable Minister as to how much money was spent upon the construction of this particular vocational instituion?

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبد المجید ملک۔ میں ان کو اس وقت اس کی amount نہیں بتا سکوں گا and he should ask a fresh question.

Mr. Presiding Officer: Next Q. No.114, Mr. Sadaqat Ali Jatoi.

114. ***Mr. Sadaqat Ali Jatoi:** Will the Minister for Railways be pleased to state whether it is a fact that one and the same seat and berth is booked in the names of many persons by the reservation office at Karachi Railway Station an other. reservation offices and agencies, if so, the steps taken by the Government in this regard?

Minister for Railways: The observation that one and the same seat and berth booked in the name of many persons by the reservation offices is not based on facts. Any complaint in this regard is a rare phenomenon taking place due to inadvertent human error. However, the staff responsible for this mistake is disciplined. After the introduction of computerzied system of reservation at major stations like Karachi, Lahore and Rawalpindi. Chances of double reservation are minimal.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question?

جناب رفیق احمد شیخ۔ جناب والا! یہ جواب قابل یقین نہیں ہے چونکہ بہت سی جگہوں سے ایسی شکایتیں ہیں کہ آدمی آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی پہلے reservation والا بیٹھا ہوا ہے اور جس کی reservation ہوتی ہے وہ منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mian Sahib, do you deny this allegation?

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی مستقل صورت ہو مگر کہیں کوئی شکایت ہوتی ہے تو فوری action لیا جاتا ہے ۔ اب بڑے اسٹیشنوں پر سارے سسٹم کو computerized بھی کر دیا گیا ہے۔ ایسی کوئی human error ہوسکتی ہے اور اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہوتی ہے تو ان کے خلاف discipline کے مطابق قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو reservation کا نظام ہے ۔۔۔

(اس موقع پر مغرب کی اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for 20 minutes for Maghrib prayers.

(The House was adjourned for Maghrib prayers for twenty minutes)

(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب پریذائیڈنگ آفیسر (چوہدری محمد انور بھنڈر) کی صدارت میں دوبارہ شروع ہوئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب جنرل مجید صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک: جناب چیئرمین! آج میں یہ یہاں جتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کہا جاتا ہے کہ وزراء کی تعداد کم ہوتی ہے۔ لیکن آج دیکھ لیں کہ آج سینیٹرز سے وزراء کی تعداد زیادہ ہے۔

Mr. Presiding Officer: The point of order is well taken although its not a point of order. Yes Dr. Hayee sahib.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ریلوے کی سیٹوں کی reservation سے لے کر اور وقت کی پابندی نہ کرنے کی جو بات ہے، بارہ بارہ گھنٹے پھر چوبیس چوبیس گھنٹے، وہ اپنی جگہ، لیکن جناب والا! یہ جو reservation میں corruption ہے، اس سے اللہ پناہ دے۔ میں آپ کو ایک مثال دوں گا کہ ایک مسافر نے مجھے بتایا کہ رحیم یار خان کے لئے کوئٹہ کی ٹرین میں کل دو سیٹیں reservation کے لئے ہوتی ہیں، تو reservation والوں نے ان دو سلیپر کے لئے اڑھائی سو کی بجائے چار سو روپے اس وکیل سے لئے اور کہا کہ اگر آپ نہیں دیں گے اضافی پیسہ تو پھر سیٹ نہیں ملے گی۔ جناب والا! reservation میں چاہے وہ برتھ ہو چاہے وہ سلیپر ہو، چاہے وہ economy ہو، اس میں تو جناب اتنی corruption ہے کہ آپ اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ بیس بیس دن پہلے بھی اگر لوگ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سیٹ نہیں ہے۔ اچھا بلیک میں آپ جب چاہیں آپ کو reservation بھی مل جائے گی، سیٹ بھی مل جائے گی اور اس کے علاوہ reservation کے باوجود

یہ جو سلیپر وغیرہ ہیں، ان میں باتھ روم تک لوگ نہیں جا سکتے۔ Economy میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ لوگ باتھ روم تک جا سکیں۔ اس لئے کہ ڈبے کھچا کھچ بھرے ہوتے ہیں۔ ہم ان سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس ریلوے کو کب ٹھیک کریں گے۔ ٹونٹیاں ٹھیک نہیں ہیں، پانی نہیں ہے جناب، شیشے نہیں ہیں، کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، سیٹیں پھٹی ہوئی ہیں۔

جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ یہ reservation کا نظام جو ہے یا تو اسے ختم کرو یا یہ جو بلیک میں reservation ہوتی ہے، یعنی ایک کا پانچ لیتے ہیں یا وہ قلیوں کے ذریعے یا دوسرے طریقہ کار سے reservation کے لئے لوگوں کو تنگ کرتے ہیں، یا اضافی پیسہ لے کر لوگوں کو تنگ کرتے ہیں، اس کے باوجود بھی وہاں پر چار چار پانچ پانچ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی reservation ملی ہے، تو یہ سسٹم آپ کب ٹھیک کریں گے جناب۔ ریلوے کے نظام کو مجموعی طور پر کب ٹھیک کریں گے۔ کس کے پاس کروڑوں روپے ہیں کہ وہ اپنی گاڑی لے، یہ تو سارے کے سارے بڑے بڑے لوگ ہیں اپنی گاڑیوں میں پھرتے ہیں، یہ تو by air جاتے ہیں، غریب لوگ کہاں جائیں، کبھی غریب کے بارے میں بھی تو سوچیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب ڈاکٹر صاحب، آپ سوال فرمائیں ناں، آپ تقریر شروع کر دیتے ہیں please take your seat جی وزیر صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! میں فاضل سینیٹر صاحب کے علم کا بہت قائل ہوں، ان کو مسائل کا علم بھی ہے، ادراک بھی ہے اور اس کا وہ اظہار بھی فرماتے ہیں۔ لیکن جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ سوال اور ضمنی سوال یہ دو چیزیں question hour میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں کہ پہلے سوال کیا ہے اور جو ضمنی سوال کرنا ہے وہ اس سوال میں سے arise ہوتا ہو۔ ان کی ساری تقریر کو میں نے بہت احترام سے سنا، میں اس کے لئے ان کی ستائش کرتا ہوں۔ لیکن general railway کے متعلق ساری باتیں کر دینا تو اس کے بارے میں تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان میں سے کچھ ان کی observation درست ہوں گی کچھ نہیں ہوں گی۔ Corruption جو ہے وہ ہماری ساری مجموعی زندگی میں جس طرح باقی محکمہ جات میں ہے، اس طرح یہاں بھی موجود ہے۔ لیکن جب general allegation ہو گا تو جواب بھی general ہو گا؛ لیکن انہوں نے اپنے سوال نما تقریر میں یا تقریر نما سوال میں جو فرمایا ہے کہ ایک وکیل صاحب کو چار سو روپے

reservation کے لئے دینے پڑے ہیں' تو یہ ایک شکایت ہے جس پر action لیا جا سکتا ہے۔ اگر فاضل ممبر صاحب ان وکیل صاحب کا نام ' تاریخ بتا دیں' میں انکوائری کرواؤں گا اور جو لوگ اس corruption کے اور اس تکلیف دینے کے ذمہ دار ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بلوچ صاحب' ان کے بعد آپ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب شکریہ۔ میں خود ریل میں سفر کرتا ہوں' economy میں بھی میں جاتا ہوں' میں لوگوں کی زبوں حالی سے خود واقف ہوں' میں ایسے ہی نہیں کہتا ہوں' یہ تو ایک مثال تھی' ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ یہ جو night coach آپ کی چلتی ہے ناں کراچی سے لاہور اور لاہور سے کراچی۔ میں کیا بتاؤں جناب لوگ reservation جیبوں میں لئے پھرتے ہیں' ٹکٹیں لئے پھرتے ہیں۔ ایک نہیں میں آپ کو سینکڑوں مثالیں دے سکتا ہوں۔ جناب اگر یہ ایک دن ریل میں سفر کریں تو ان کو سارا پتہ چل جائے گا کہ کتنی corruption ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب والا! یہ سوال تو کئی دفعہ آیا اور یہاں پر جواب یہ آیا کہ اس پر ہم انشاء اللہ آئندہ غور کریں گے اور اس کا تدارک کریں گے۔ بات یہ ہے کہ جہاں reservation کی بات ہے' میں لاہور ہی کی بات کروں گا وہاں آپ reservation office میں جائیں تو جونہی آپ کہیں گے کہ مجھے کراچی کے لئے ٹکٹ چاہیئے تو وہ کہے گا کہ پندرہ دن کے لئے نہیں ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جس دن وہ پندرہواں دن شروع ہوتا ہے' اسی دن آپ پہلے جائیں تو پھر یہی جواب ملے گا کہ فلاں تاریخ تک کوئی سیٹ نہیں ہے۔ وہاں سٹیشن پر آ جائیں وہ ڈاکٹر صاحب ہی کی بات ہے کہ میں خود اس کا عینی شاہد ہوں کہ میں نے خود لئے ہیں' وہاں ٹکٹ نہیں ملا لیکن سٹیشن پر مجھے AC فرسٹ کلاس سلیپر میں ٹکٹ ملا۔ کیا ہے کہ پچاس سو روپے زیادہ دیئے ہیں۔ ان چیزوں کا تدارک کب ہو گا اور یہاں صرف یہ کہہ دینا کہ ہاں یہ بات صحیح ہے ' ہم ان کا تدارک کریں گے۔ لیکن ایسا کب ہو گا' کب تک آپ اسی طریقے سے اس حکومت کو چلاتے رہیں گے۔

میاں رضا ربانی: جناب والا! پھر وہی بات ہے ' میں نہایت ادب سے یہی عرض کروں گا کہ فاضل ممبر صاحبان فرما رہے ہیں کہ خود انہیں کچھ اس قسم کی صورت سے دوچار ہونا پڑا کہ انہیں بڑی مشکل سے reservation ملی۔ میں عرض کروں گا کہ اگر وہ اسی وقت نوٹس میں لے آتے کہ آپ کو یہ یہ دقت

ہوئی ہے تو اس کی اسی وقت انکوائری کر لی جاتی اور اس کا تدارک کر لیا جاتا۔ اب بھی اگر وہ تاریخ اور اس کی ساری تفصیل بیان فرما دیں تو اس کے بارے میں اب بھی انکوائری کی جا سکتی ہے، جو بھی اس corruption کا ذمہ دار ہو گا اس کو سزا دی جائے گی۔ اب عرض یہ ہے کہ میرے فاضل دوست میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ اگر کسی کے خلاف ثبوت پیش نہ کیا جائے اور کہا جائے کہ فلاں جگہ reservation میں بڑی corruption ہے لیکن اس کے بارے میں ہم ثبوت مہیا نہ کر پائیں تو ان لوگوں کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ فاضل ممبر محکمہ ریلوے کے ساتھ تعاون فرمائیں اور وہ بتائیں کہ فلاں فلاں جگہ پر یہ corruption ہوئی ہے، اس کی ہم انکوائری کروائیں گے، ان کو اطلاع دیں گے، جو اس سلسلہ میں ذمہ دار لوگ ہوں گے، ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب والا! میں صرف یہ معذرت کے ساتھ کہنا چاہوں گا وٹو صاحب کو کہ وہ ایک دن نکالیں میرے ساتھ، میں ان کو لے جاؤں گا یہاں سے لاہور اور اگر لاہور بھی نہ جائیں یہاں راولپنڈی سے reservtion میں جاتے ہیں، آپ صرف باہر کھڑے رہیں، میں آپ کو بعینہ یہی چیز جو آپ کہہ رہے ہیں، میں آپ کو وہاں پر ثبوت کے طور پر دکھاؤں گا، آپ صرف میرے ساتھ چلیں اور اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیں۔ یہ چیزیں حقیقت میں ہو رہی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کا تدارک سختی سے ہو۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میں نے تو یہ عرض کیا کہ ہم اس کا سختی سے تدارک کریں گے لیکن اگر کوئی اطلاع بھی دے گا کہ فلاں شخص غلط کر رہا ہے اور اس کا یہ ثبوت ہے تو پھر ان کو سزا دی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میاں صاحب جہاں تک ایک allegation کا تعلق ہے۔ ایک allegation ڈاکٹر صاحب نے لگائی اور ایک انہوں نے لگائی لیکن حکومت تو اس بے ضابطگی سے بے خبر ہے، آپ بھی بے خبر ہیں، ہاؤس کے ممبران باخبر ہیں۔ اس کے متعلق جو allegations ہو رہی ہیں تو کیا اس کا آپ باقاعدہ تدارک فرمائیں گے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میں نے جناب عرض کیا پہلے کہ جب کسی چیز کو آپ general allegation کے طور پر کہیں گے تو اس کا جواب general allegation کے طور پر ہو گا۔

آپ کہیں کہ ہم اقدامات کریں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی ہم آپ کا حکم بجا لاتے ہیں' ہم اقدامات کریں گے۔ اس کو روکنے کے لیے کریں گے۔ جس کے بارے میں وہ سمجھیں کہ اس کے بارے میں ان کے پاس ثبوت ہیں' اگر وہ ہمارے نوٹس میں لائیں تو پھر ہم ان لوگوں کو سزا دیں گے اور دوسرے لوگوں کے لیے وہ عبرت کا سامان ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب مسعود کوثر۔

جناب مسعود کوثر: شکریہ جناب۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جو Question Hour ہوتا ہے اس کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ جہاں جہاں محکمہ میں کمزوریاں ہیں ان کو دور کیا جائے اور اپوزیشن اور گورنمنٹ اس میں تعاون کرنے کی کوشش کریں۔ ابھی تک جو سوالات آ رہے ہیں اس سے یہ لگتا ہے حکومت کی کوئی کوشش نہیں ہے کہ کسی فیلڈ میں improvement کی جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ریلوے کا محکمہ دیکھیں۔ اب ہر محکمہ ایک مافیا بنا ہوا ہے۔ آپ نچلے آدمی کے خلاف اوپر رپورٹ کریں گے وہ بھی کرپٹ ہے۔ اس سے اوپر جائیں گے وہ بھی کرپٹ ہے' اس سے اوپر جائیں گے وہ بھی کرپٹ ہے تو اب اس situation میں آپ یہ expect نہ کریں کہ ایک عام passenger جو غریب آدمی ہے' جس نے ٹکٹ لینا ہے اس کو تو دھتکار کر کوئی دفتر میں چھوڑتا ہی نہیں ہے۔ اس لیے حکومت کو سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ اس situation کو improve کرنے کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جائیں تا کہ اس سے جو chances of corruption ہیں وہ minimise ہوں۔ آپ بالکل ایسے ہی ہیں۔ ایک تو جی مجھے ان سے ہمدردی بھی ہے۔ یہ ایک ہفتے کے لیے چھٹی پہ چلے جائیں تو تمام حکومت کے لیے مسئلہ بن جائے۔ تو ان کو ذرا سنجیدگی سے جواب دینا چاہیے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب عرض یہ ہے کہ میں فاضل ممبر صاحب کے ارشاد سے اتفاق کرتا ہوں کہ Question Hour کی بڑی اہمیت ہے اور اس سے ہم نے حکومت کے محکمہ جات کی اصلاح کرنی ہے اور میرے خیال میں خود ممبر صاحب بھی اس سلسلے میں گواہ ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں یہ فرمایا بھی تھا کہ میرے یہ بات point out کرنے سے سڑک کے بارے کوئی construction کا مسئلہ تھا وہ دور ہوا ہے' ایک سکول کی construction کا مسئلہ تھا' اس کے بارے میں انہوں نے فرمایا تھا' وہ حل ہوا ہے۔ تو وہ خود اس میں فریق ہیں کہ ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو بھی مسائل ہمارے نوٹس میں آئیں ہم اس کی اصلاح کریں۔

میں نے عرض کیا ہے کہ بڑے ریلوے اسٹیشنوں کا سسٹم computerised کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی جگہ پہ human error کا element تھا وہ اب مزید کم ہو گیا ہے لیکن یہ امر بھی ہے اس میں کہ وہ بھی ہم سے تعاون فرمائیں، ہم بھی حاضر ہیں کہ جس شخص کو، جہاں بھی کرپٹ لوگ ہیں ہم ان کو identify کر کے پوری سزا دیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم کرپٹ لوگوں کو کوئی protection دینا چاہتے ہیں، قطعاً نہیں۔ ہم کرپٹ لوگوں کے خلاف سخت سے سخت اقدامات کرنا چاہتے ہیں اور اس کی اصلاح کے لیے جو تجاویز بھی ہمارے سامنے آئیں ہم اس پہ عمل کرنے کو تیار ہیں۔ جہاں تک اس کی supervision کا سوال ہے اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مجموعی طور پر ریلوے کو کئی کمپنیز میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ اس کی ورکنگ زیادہ سے زیادہ بہتر ہو جائے۔ ممکن ہے ریلوے privatize ہو جائے تو پھر یہ چیزیں سختی سے روک دی جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب تاج حیدر۔

جناب تاج حیدر : جناب اگر کوئی ذمہ دار حکومت ہوتی تو اسے صرف اتنا کرنا تھا کہ دو اعتماد کے آدمیوں کو ریلوے اسٹیشن پہ بھیجے اور چھاپہ مارے اور کارروائی کرے کیونکہ یہ کام کھلے بندوں ہو رہا ہے کوئی چھپ کے نہیں ہو رہا۔

محترم وزیر صاحب جس طرح بلیک مارکیٹنگ کو defend کر رہے ہیں اور جس طریقے سے بار بار آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ چیز نہیں ہو رہی۔ تو یہ جو طریقہ کار ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی فروغ ہوا ہے اور اس سے آئندہ ان کو اور بھی تحفظ ہو گا اور اور زیادہ فروغ ملے گا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے اعتماد کے دو آدمی بھیج دیں جو بلیک مارکیٹنگ کر رہا ہے اس کو پکڑ کے لے آئیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : بھیجئے بھیجئے، آپ کسی کو تیار کیجئے، میں بھی جانے کو تیار ہوں اگر کہیں تو۔

جناب محمد زاہد خان : جناب honourable Minister صاحب سے سوال ہے کہ کیا ریلوے میں کوئی corrupt افسر نہیں ہے، کوئی corrupt افسر نہیں ہے اور اگر نہیں ہے تو پھر ریلوے خسارے میں کیوں جا رہی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں نے کب کہا ہے کہ ریلوے میں corrupt افسر نہیں ہیں۔ میرے خیال میں مفروضہ کی بناء پر سوال کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد زاہد خان: جناب اگر ہیں تو ان میں سے کتنے لوگوں کے خلاف inquiry ہو رہی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Aqil Shah.

اس پر سوال rise نہیں ہوتا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سوال دے دیں میں اس کی information دے دوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Aqil Shah.

سید عاقل شاہ۔ جناب پہلے تو میں sympathise کرتا ہوں وٹو صاحب کو کہ ہر محکمے کا جواب ان کو دینا پڑتا ہے۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نشاندہی کریں corrupt لوگوں کی جوکہ علم میں ہیں۔ جناب وہ تو بڑی لمبی فہرست ہے ' جو corrupt نہیں ہیں وہ دو تین نام آپ بتادیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ بھی نیا سوال دے دیں۔ میں پتا کر کے جواب دے دوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Yes.

ملک عبدالرؤف۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے یہ طریقہ رہا ہے کہ جہاں ریلوے سٹیشن ہو وہاں ایجنسی بھی ہوتی تھی۔ ہمارا آخری ریلوے سٹیشن حویلیاں ہے اور آبادی بہت دور تک ہے۔ ایجنسی ایبٹ آباد میں بھی تھی اور مانسہرہ میں بھی ریلوے آؤٹ ایجنسی تھی۔ یہ گورنمنٹ کا طریقہ رہا ہے۔ اب انہوں نے وہ withdraw کر لی ہے' ایبٹ آباد سے بھی' مانسہرہ سے بھی۔ پہلے ہی لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور اب آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ریلوے دفتروں میں سیٹیں reserve نہیں کر رہے تو کیا میاں صاحب یہ بتائیں گے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے آج تک جو طریقہ رہا ہے ایجنسی سے booking کا' وہ بحال کر دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ اس جگہ کا سوال دے دیں تو میں انشاء اللہ پتا

کر کے ان کو اس سلسلے میں جواب دے دوں گا۔ یہ نہیں ہوتا کہ سوال ایک جگہ کے بارے میں ہو تو جواب سارے محکموں کے متعلق کریں۔

Mr. Presiding Officer: Next question, Syed Qasim Shah, this question has been deferred,

شاہ صاحب یہ question PIA کے متعلق ہے۔ چیئرمین صاحب کو اطلاع ملی تھی کہ خاقان عباسی صاحب نہیں آسکیں گے۔ چیئرمین صاحب نے defer کئے ہیں۔ Question No.15 and 16 has been deffered.

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! خاقان عباسی صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ میں اس کا بھی جواب دے دوں۔ میں نے کہا کہ پہلے ہی دو محکموں کے ہیں، وہ بھی طعنے سننے پڑیں گے اور اب تیسرے کا۔۔۔

سید عاقل شاہ۔ جناب وٹو صاحب ماشاءاللہ ہر فن مولا ہیں، جواب دے دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شاید میاں صاحب کو PIA کے نزدیک کوئی نہیں آنے دیتا۔

Next question is also deferred then we pass on to...

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ ایک سوال رہتا ہے جی۔ ہاں دو رہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سید عابد حسین الحسینی، سوال کا نمبر پکاریئے۔

سید عابد حسین الحسینی۔ سوال نمبر 118۔

Mr. Presiding Officer: Any supplementary please?

سید عابد حسین الحسینی۔ ہاں سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کے متعلق ہے کہ information is being collected, یہ اطلاع اکٹھی کی جا رہی ہے۔

سید عابد حسین الحسینی۔ میں ذرا وضاحت کروں اگر آپ اجازت دیں۔

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

سید عابد حسین الحسینی۔ تو یہ عرض ہے کہ یہ قضیہ 1982 یا 1984 میں ہوا ہے اور اس کے بعد پندرہ، سولہ، سترہ سال ہوگئے ہیں۔ وہ لوگ جن کی جائیدادیں سدے میں ہیں، جن کی مارکیٹیں ہیں، جن کی سینکڑوں جریب جائیدادیں ہیں اور ابھی تک وہ سدے سے بے دخل ہیں اور اس کے لئے ہم بار بار سوالات بھی کر چکے ہیں۔ ہم پھر آپ کے توسط سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ٹالنے والا سوال نہیں۔ ہم اس سے قبل بھی یہ سوال کر چکے ہیں اور اس کا بھی جواب نہیں آیا۔ اب پھر سوال کر رہے ہیں اور اس کا جواب نہیں آیا ہے تو آیا ایسا مقصد تو نہیں کہ اس سوال کو اہمیت نہیں دی جا رہی حالانکہ وہ لوگ اٹھارہ سال سے مہاجرین کے طور پر زندگی گزار رہے ہیں جن کے گھر سدے میں ہیں۔ وہ خراب ہو گئے ہیں اور جائیدادوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔ آیا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ خوامخواہ اس کو ٹالنا مقصود ہے۔

Mr. Presiding Officer: Minister for Northern Areas.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ جناب چیئرمین! محترم سینیٹر صاحب کا سوال جائز ہے۔ اس سے اگلا سوال بھی اسی نوعیت کا ہے اور they are linked up. بدقسمتی سے 80s میں 82, 83, 84 میں کرم ایجنسی میں specially سدہ area میں we had lot of troubles. دوسرا سوال جو ہے اس پر میں explain کروں گا۔ یہ سوال ہمیں سولہ کو ملا ہے، 16 فروری کو۔ میں نے کوشش کی ہے اور جواب کل تک نہیں آیا تھا۔ ابھی I have received a fax لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر سینیٹر صاحب اس پر خاطر خواہ جواب چاہتے ہیں، تو اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو میں اب بھی explain کردیتا ہوں کہ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔

سید عابد حسین الحسینی۔ ٹھیک ہے جناب اس کو ڈیفر کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اگلا سوال سید عابد حسین الحسینی۔ سوال نمبر 119۔

119 *Syed Abid Hussain Al-Husaini: Will the Minister for Kashmir Affairs, Northern Affairs, States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that a few years back two persons namely Hussain Ghulam and his brother Muhammad Shah (Masha) of village Zatron Tajik, Kurram Agency, were killed in saddha city;and

(b) the reasons for non-implementation of official Jirga decision in the said case, so far and the time by which it will be implemented?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik: (a) Yes.

(b) The decision of the jirga could not be implemented due to incondusive situation in the Agency. However, efforts are being made by the local administration to implement the decision.

سید عابد حسین الحسینی - یہ بھی وہی مسئلہ ہے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ جیسا کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ ایجنسی میں غیر ساز گار ماحول کی وجہ سے جرگے کے فیصلے پر عملدرآمد نہ ہو سکا یعنی آیا یہ انتظامیہ کی ذمہ داری نہیں ہے؟ وہاں پر ہم نے بار بار یہ کہا ہے اور جب بھی بات کی جاتی ہے تو پولیٹکل ایجنٹ صاحب ہوں یا اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب ہوں ' وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے کی بات نہیں ہے - یہ ہمارے وقت کی بات نہیں ہے تو مسئلہ یہی ہے کہ وقت گزارنے کا مقصد ہوتا ہے۔ یہ ذمہ داری کس کی بنتی ہے اور یہ مسئلہ کب حل ہوگا ؟ اٹھارہ سال گزرنے کے باوجود کہ جرگے نے بھی فیصلہ دیا ہے ' آیا یہ توقع ہے کہ مسئلہ حل ہو جائے گا ؟ اسی طرح وہ deferred شدہ سوال کی بات بھی آئندہ آگئی تو ہم تمام ایوان سے اور سنیٹر حضرات سمیت آپ کے توسط سے سب سے یہی عرض کریں گے ' یہ جو پریس والے ہیں ان سے بھی عرض کریں گے کہ یہ کتنی بدبختی کا مسئلہ ہے کہ اٹھارہ سال سے لوگ اپنے گھر بار چھوڑے ہوئے ہیں اور وہ بھی کوئی اکیس بائیس میل کا فاصلہ ہے جس پر حکومت کا اتنا بس نہیں کہ ان کو وہاں دوبارہ آباد کیا جائے ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہوں گا لیکن آخر میں الحسینی صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت بے بس ہے' یہ بات نہیں ہے اور ہم اس کا پورا نوٹس لے رہے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا جرگہ سسٹم بہت ہی اچھا ہے ۔ اس میں بہت سی خوبیاں ہیں لیکن اس میں کچھ معاملات ہیں کہ

If the parties don't agree to the"Jirga" decision and so on and so forth تو پھر یہ

معاملے prolong ہو جاتے ہیں ۔ I would request you to permit me for a few minutes to

explain this issue for the information of this House. یہ 1982 میں عید میلاد النبی کے

وقت شروع ہوا ۔ بہت سارے سنی حضرات لوئر کرم سے پارا چنار کی طرف جا رہے تھے، شاید جمعہ کا

دن تھا اور وہ نماز کے لئے جا رہے تھے تو انہوں نے نعرے بازی کی لیکن جب وہ واپس آ رہے تھے

شبران سے فائرنگ ہوئی، سات آدمی ان کے مارے گئے پھر سدہ میں سنیوں میں reaction ہوا اور

لوگوں کو بسوں سے گھسیٹ کر سات آدمی ان کے مارے۔ یہ سب حضرات کو یاد ہوگا ۔ یہ معاملہ اس وقت

ہوگیا تھا ۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس پر جرگہ بیٹھا، جرگے نے فیصلہ کیا کہ جتنے dead ہیں ان کو 25000

rupees اور جو زخمی ہیں ان کو تین ہزار روپے دیں گے ۔ یہ رقم دے دی گئی ۔ جو سنی حضرات مارے

گئے تھے ان میں دو بھائی جو ابوظہبی سے آئے تھے مارے گئے They were supposedly carrying

83 visas with them اور شکایت یہ تھی کہ وہ ویزے اس جھگڑے میں اڑا لئے گئے ۔ ان کے

تیسرے بھائی نے جو باقی تھا اس نے اٹھائیس لاکھ کا کلیم کیا اور انتظامیہ نے ایک لاکھ اکاون ہزار روپیہ

تو اس کو دیا لیکن وہ مصر رہا کہ ہمارے 83 ویزے تھے ان کا فیصلہ کیا جائے ۔ پھر جرگے نے طے کیا

کہ سولہ آدمی سنیوں کے، آٹھ وہاں کے سنی تھے اور آٹھ علی شیر زئی تھے، یہ قسم دے دیں کہ ہم نے

ویزے نہیں لئے تو پھر یہ کلیم locals پورے کریں گے۔ اگر یہ قسم نہیں دیں گے تو It will be

taken کہ وہ 83 ویزے واقعی چرائے گئے ہیں۔ اس میں جھگڑا ہوا ہے یہ جو سولہ والا جرگہ ہے اس

نے فیصلہ تو دیا لیکن اس کی implementation واقعی he is right in saying that it has been

'delayed ۱۹۸۸ میں آخری اس پر بحث ہوئی، اس کے بعد پھر اور دس سال گزر گئے ہیں۔ صرف یہ ہے

Political Agents,as you know , the Governor and political agencies are

responsible for law and order in that area. They have problems. They assured

us کہ ہم کوشش کر رہے ہیں which is not easily solvable. اس پر کام ہو رہا ہے I fully

sympathize with the questioner and the people there but we have problems. I

hope this will be sorted out. I am trying to take a personal interest in that.

Thank you.

Mr. Presiding Officer: Mr. Jawad Hadi.

سید محمد جواد ہادی: جناب چیئرمین صاحب! مجھے افسوس ہے کہ جو اطلاعات وزیر محترم کو فراہم کی گئی ہیں ان میں بہت سی باتیں غلط ہیں۔ یہ وزیر کے ساتھ بھی زیادتی کی گئی ہے اور اس ہاؤس کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ یہاں لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے اور غلط اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں۔

یہ واقعہ جو ہوا ہے، دو بھائی جو قتل ہوئے ہیں یہ ۸۲ - ۸۳ کا واقعہ ہے۔ جس واقعہ کا عید میلاد کا ذکر کیا وزیر صاحب نے یہ ۹۲ کا ذکر ہے، دس سال کا اس میں فاصلہ ہے، کوئی تعلق نہیں بنتا۔ پتہ نہیں اس دو مسائل کو آپس میں ملانے کی کیا ضرورت پیش آئی، کیوں ملا رہے ہیں کیونکہ وہاں کی انتظامیہ کی کوشش ہے کہ ہر مسئلہ کو فرقہ وارانہ رنگ دیں۔ یہ خالصتاً" ایک دہشت گردی ہے اور ڈاکہ تھا کہ دو بھائی جو قطر سے آئے تھے، شہر میں سے گزر رہے تھے اور انہیں شہر کے درمیان پکڑا اور قتل کیا۔ انکے ویزے وغیرہ چھین لئے گئے۔ یہ ۹۲ کا واقعہ دس سال بعد پیش آیا جو عید میلاد کا لڑائی جھگڑہ تھا۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں پہلے بھی گورنر سے بھی بات ہوئی ہے، political agent سے بھی بات ہوئی، کئی بار ہوئی ہے۔ ہر مرتبہ یہی جواب دیا گیا کہ میرے دور میں نہیں ہوا۔ اس سے پہلے بھی جو question ہے باشندوں کو آباد کرنے کے لئے چار مرتبہ میں نے سوال کیا ہے۔ کسی مرتبہ بھی جواب نہیں آیا ہے۔ یہ political Administration، ممبران کی اور parliamentarians کی کوئی حیثیت ہی ان کی نظروں میں نہیں ہے، یہ توہین کرتے ہیں اور اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور پھر اگر اطلاعات بھی دیتے ہیں، جواب بھی دیں تو غلط جواب ہے۔ ہم وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اس سلسلے میں تحقیق کرائیں گے کہ جو اطلاعات انہیں دی گئی ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں؟

Mr. Presiding Officer: Minister for Northern Areas.

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبد المجید ملک: یہ تو جائز demand ہے کہ اطلاع غلط دی گئی ہے۔ اس کا پوری طرح جائزہ بھی لیا جائے گا اور جو کچھ ہم کر سکتے ہیں ہم کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ محترم Senator Sahib بھی پوری یک طرفہ ہی کارروائی بتا رہے ہیں۔ here are two sides of this thing. Initial جو اس میں سات سات آدمی قتل ہوئے ہیں، یہ بھی مانیں گے۔

(interruption)

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبد المجید ملک: ایک منٹ جی مجھے اجازت دیں۔

There were problems in 1982, there were problems in 1983, 1984 and 1992. So, it has been continued system. یہ نہیں ہے کہ اس واقعہ سے جس میں دو بھائی قتل ہوئے ہیں، جن کا ۲۸ لاکھ کا کلیم ان کے بھائی نے کیا ہے، میں اس کی تفصیلات دے رہا ہوں۔ I will find out if there is any discrepancy یا اس میں کوئی غلط اطلاع دی گئی ہے جیسے انہوں نے کہا ہے That I will find out but it is not a simple and clearcut case کہ آپ فوراً decision دے دیں اور عمل درآمد ہو۔ This is the problem but I am trying to do my best to have this sorted out through the Governor and the Political Authorities.

Mr. Presiding Officer: Mr. Jawad Hadi.

سید محمد جواد ہادی : جناب والا ! یہ جو واقعہ ہے اس کے بارے میں سرکاری جرگے کا فیصلہ ۸۸ میں آیا ہے۔ ان دو بھائیوں کے بارے میں جرگے کا فیصلہ آچکا ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وزیر صاحب political administration پر دباؤ ڈالیں کہ اس فیصلے کو لاگو کرے۔ یہ کیسی حکومت ہے کہ سولہ سترہ سال گزرنے کے بعد بھی وہ ایک سرکاری جرگے کے فیصلے کو نہیں لاگو کر سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ تو انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ وہ کوشش کر رہے ہیں اور کوشش کریں گے۔

سید محمد جواد ہادی : نہیں کوشش ہو رہی جناب۔ سترہ سال میں جو نہیں لاگو کر سکے یہ کونسی کوشش ہو رہی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Hayee.

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ : میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ جو فرقہ واریت کے نام پر دہشت گردی ہو رہی ہے جس میں سینکڑوں بے گناہ انسانوں کی جانیں ضائع ہو گئی ہیں اور مستقبل میں بھی ہوں گی، مسجدیں محفوظ نہیں ہیں، امام بارگاہیں محفوظ نہیں ہیں۔ بندوقوں کے سایہ میں لوگ نماز پڑھتے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت وقت اس فرقہ واریت، اس جنونیت اور دہشت گردی جو مذہب کے نام پر ہو رہی ہے، اس کی روک تھام کے لئے یہ کب جاگیں گے، کب اٹھیں گے، کب اس کے لئے انتظامات کریں گے تاکہ بے گناہ شہریوں کی جانیں محفوظ ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Too general statement , not arising out of this supplementary, it is not a supplementary question.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik: If you permit me, I will answer this question.

Mr. Presiding Officer: No, sir. This is not a supplementary question. If you want to make any statement, yes, of course.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik : No, I don't want to avoid it.

Mr. Presiding Officer: Order please.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik: Don't worry, I accept. First of all, I would like to explain to Dr. Sahib that in the last remark that, is the government avoiding? Terrorism is a question of the entire nation. It is not one individual and only the government. We are responsible. We are in government but you see this

یہ سوال پوری قوم کا سوال ہے - اور آپ دیکھ لیں کہ دہشت گرد دندنا رہے ہیں - کہاں سے چلے ہیں ،
کہاں سے ان کو شہ مل رہی ہے ، کون کون سی ایجنسیز ملوث ہیں - You know as much as I
know. سوال یہ ہے کہ حکومت ہر طرح سے کوشش کر رہی ہے - کراچی میں بہت دہشت گردی تھی -
ایک وقت تھا کہ کئی طریقے استعمال کئے جا رہے تھے I am not commenting on that. But the
present government is trying its best and situation has improved.

(مداخلت)

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik: This is not a debate.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: This is a statement which he is making. I

had disallowed the question, that was not a supplementary question arising out of that but he wanted to make a statement, Matta Sahib. He wanted to make a statement. Yes.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik: I don't want to hurt anybody at all. I said different people used different means. I did not say they were wrong and we were right and vice versa. What I am saying is that Karachi was sort of central activity of the ' حکومت ہر طرح سے کوشش کر رہی ہے terrorists. وہ آپ نے دیکھا ہے ۔ Military courts although they were struck down in their wisdom and he accepts that very gracefully, the judgement of the superior judiciary, but we tried that and the situation is much improved. لیکن یہ ایک سلسلہ چلا ہوا ہے all-around یہ سرایت کر رہا ہے ۔ اس لئے حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے کہ دہشت گردوں سے نمٹا جائے ۔

Mr. Presiding Officer: The question listed exhausted.

جناب تاج حیدر ۔ جناب چیئرمین ' وزیر صاحب اس حکومت کا نام بتا دیں جس نے کراچی میں دہشت گردوں کو رہا کیا اور ان کو financial aid دی ؟

Mr. Presiding Officer: This is not a supplementary arising out of that question. We will now take up leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، محمد اجمل خان خٹک ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۴ تا ۱۹ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جناب عبدالصمد ڈوگر ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۳ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے - اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جناب فاروق احمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۲۵ اور ۲۶ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جناب سرتاج عزیز وزیر خارجہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۲۵ فروری تا یکم مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جناب مشاہد حسین سید وزیر اطلاعات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ابوظہبی جارہے ہیں اس لئے آج مورخہ ۲۵ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - مخدوم محمد جاوید ہاشمی ' وزیرصحت نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے وہ ۲۵ اور ۲۶ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے - جی جہانگیر بدر -

جناب جہانگیر بدر - شکریہ جناب چیئرمین ' میں آپ کی توجہ آج کے نوائے وقت کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا جس میں وزارت داخلہ کے حوالے سے خبر ہے کہ وزارت داخلہ آنسوگیس کی بجائے خارش گیس باہر سے درآمد کر رہی ہے - اور جناب چیئرمین ! اس خبر میں مزید لکھا ہوا ہے کہ یہ کولمبیا سے درآمد کی جارہی ہے اور پولیس اور انتظامیہ والوں کے لئے ایک مرہم بھی منگوائی جارہی ہے تاکہ ان کو مرہم لگا دی جائے اور ان پر اثر نہ ہو - جناب یہ ایک خارش زدہ قوم کو مزید خارش میں مبتلا کرنے کے لئے جو اتنا پیسہ خرچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے ' یہ خارش زدہ قوم ہے ' آپ نے اس کو خارش زدہ کردیا ہے ' آپ نے کیا ہے ' آپ اس کے ذمہ دار ہیں 'آپ نے پہلے مالی طور پر عوام کو خارش زدہ کیا -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - آرڈر پلیز 'آرڈر پلیز -

جناب جہانگیر بدر - اب آپ عوام کے خلاف ایک chemical war شروع کرنا چاہتے

ہیں ۔ جناب چیئرمین ! پچھلے دنوں یہاں پر جنگ اخبار اور آزادی صحافت کے حوالے سے محترمہ نے اور عوامی اتحاد نے جو ریلی کی اس پر ہر قسم کا حربہ استعمال کیا گیا ۔ آنسو گیس، لاٹھی، پانی اور اس کے بعد ایک نئے کلچر کو جنم دیا گیا ۔ اس کلچر کا نام ہے پتھراؤ کلچر، کہ پولیس والے پتھر مار رہے تھے ۔ یہ نیا کلچر ہے ۔ اور اب یوں لگتا ہے کہ قاضی صاحب نے انہیں جو لاہور میں ناکامی سے دوچار کیا ہے، تمام انتظامیہ کو ناکام کیا ہے، تو اب یہ چاہتے ہیں کہ بکتر بند گاڑیوں میں آئیں اور عوام پر خارش گیس پھینکیں ۔

جناب یہ دیکھیں کہ جو مظاہرین ہوں، ہم پر تو ٹھیک ہے، چلیں، ہم پر پھینکیں لیکن جو گزرتے ہوئے لوگ خارش زدہ ہو جائیں گے ان کا کیا قصور ہو گا اس میں ؟ وہ آدمی گھر کیسے جائیں گے اور مجھے یاد ہے ---

Mr. Presiding Officer: Order please, order in the House. Please take your seats. Please take your seats. Mando Khail Sahib, please take your seat, just a minute. Let him take the seat.

آپ بھی تشریف رکھیے ۔

جناب جہانگیر بدر ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! جناب چیئرمین، میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ 93 میں یہاں پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر ایک مظاہرہ ہوا جسے "گو بابا گو" ریلی کہا گیا ۔ اس پر بہت زیادہ آنسو گیس پھینکی گئی ۔ اندر تمام سفیر تھے ۔ جب ادھر سے ہوا آئی تو ان تمام سفیروں اور تمام موجود عملے کی آنکھوں کو متاثر کر دیا ۔ جناب اگر ایسی گیس کسی ایسے ہی موقعے پر پھینکی گئی تو یہ ایوان خارش زدہ ہو جائے گا، یہاں کے ملازمین خارش زدہ ہو جائیں گے ۔ تو یہ عوام کے خلاف chemical war ہے ۔

ایک طرف گورنمنٹ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے جا رہی ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کریں، کوئی ایٹمی ہتھیار استعمال نہ ہو، کوئی chemical ہتھیار استعمال نہ ہو اور دوسری طرف جناب والا! عوام کے خلاف ایک ایسا chemical منگوایا جا رہا ہے کہ جس سے قوم میں خارش پھیلے گی ۔ یہ ایک انتہائی خطرناک صورتحال ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکمران یہاں پر ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کے لئے، ون مین رول قائم کرنے کے لئے، یہاں پر ابا جی کی حکومت قائم کرنے کے لئے ایسے حربے استعمال کر رہے ہیں ۔ ایسی سکیمیں بنائی جا رہی ہیں کہ عوام کے ریونیو سے اس قسم کا chemical منگوایا جائے جس سے تمام قوم جو ہے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جہانگیر بدر صاحب ' آپ نے اس کے لئے ایڈجرنمنٹ موشن کیوں نہیں دی ؟

جناب جہانگیر بدر ۔ میں دیتا ہوں جی ۔ آپ کی مہربانی آپ نے ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ایڈجرنمنٹ موشن کا طریقہ تو یہ ہے کہ اجلاس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے آپ جمع کرائیں تا کہ آپ کو جواب دیا جا سکے ۔

جناب جہانگیر بدر ۔ یہ بھی کر دیتا ہوں جناب چیئرمین ! گائیڈنس کے لئے شکریہ لیکن میں چاہ رہا تھا کہ کوئی مختصر سی بات تو دوسری جانب سے آئے تا کہ ذرا اچھا سا ایڈجرنمنٹ موشن بنے ۔ لیکن دوسری جانب تو یوں لگتا ہے کہ جب سے قاضی صاحب نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ کا گھیراؤ کریں گے ' سب بھاگ گئے ہیں ۔ ان کو لایا جائے جناب ' ان کا اشتہار دیا جائے تلاش گمشدہ کا ' وزیر کہاں گئے قوم کا اتنا مال کھا کر ' سامنے آئیں تو سہی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ Order please ۔ ڈومکی صاحب ذرا مائیک استعمال کیجئیے گا ۔

میر نبی بخش ڈومکی ۔ جی میں نے تحریک استحقاق جمع کرائی ہے ۔ ذرا اس کو لیں آپ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہ point of order شروع ہو گئے ہیں ۔

میر نبی بخش ڈومکی ۔ نہیں جی ' یہ ضروری ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ تحریک استحقاق ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کو فوقیت ہے ۔ تحریک استحقاق کو فوقیت ہے ۔ میرے علم میں نہیں تھا ۔ ڈومکی صاحب کی تحریک استحقاق آنے دیں پہلے ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب والا ! منسٹر صاحب باہر گئے ہیں ' ان کو بٹھائیں کہ وہ کہیں باہر نہ چلے جائیں ۔ آپ فوڈ منسٹر صاحب کو بٹھا دیں پھر اس کے بعد خیر ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب کویت ایمبیسی کا reception ہے ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب اس سے زیادہ اور کوئی ضروری بات ہے ؟

Mian Raza Rabbani: Sir, only one Minister was present. For God's sake what is more important? Is a reception of a diplomat, they may be friendly diplomatic country but is that more important than the House itself?

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میرے خیال میں ہمارے فاضل دوست اتنا غصہ نہ فرمائیں۔ وہ ہمارا دوست ملک ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب! وہ ہمارا دوست ملک بالکل ہے۔ لیکن کیا پارلیمنٹ سے اس کو زیادہ فوقیت حاصل ہے۔ اگر پاکستان کے سفیر کی کہیں reception ہو گی تو کیا وہاں کا وزیر پارلیمنٹ کو چھوڑ کر ہمارے سفیر کی reception میں جائے گا۔ Is this the status of Parliament? کیا ایوان بالا کا یہ status ہو گیا ہے کہ ایک سفیر کی دعوت جو ہے وہ اس سے precedence لے رہی ہے۔ کیا یہ پارلیمنٹ کی بالا دستی ہے۔ یہ اس حکومت کے سامنے پارلیمنٹ کی، سینٹ کی بالادستی ہے کہ ایک سفیر کی دعوت جو ہے وہ پارلیمنٹ کے business کے اوپر زیادہ فوقیت رکھتی ہے۔

This is a breach of privilege of the House, this is the breach of privilege Sir. Sir you kindly give a ruling on this. Is this the way of the Government to lead this House?

Mr. Presiding Officer: Please take your seats. Raja Sahib, Leader of the House, please take your seat. Yes Raja Sahib

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین صاحب! طریقہ یہ اپنایا گیا ہے کہ جب کسی ملک کا National Day ہو اور وہاں کوئی reception وغیرہ منعقد کی جائے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! بات تو سنیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ نہیں نہیں وہ اس طرح ہے کہ ایک وزیر صاحب کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے کہ وہ وہاں موجود ہو اور وہ حکومت کی نمائندگی کرے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ کسی ریسپشن میں کوئی بھی نہیں گیا اور کسی ریسپشن میں چھ چھ، سات سات چلے گئے تو اس چیز کو organise اس طرح کیا گیا ہے کہ ایک آدمی کی ڈیوٹی لگتی ہے کہ وہ وہاں حاضری دے۔ اس سلسلے میں یہ بھی ایک State کی طرف سے

responsibility ہے تو ہم کوشش کریں گے کہ وہ جلدی واپس تشریف لے آئے تاکہ وہ ہاؤس میں موجود ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ کل صبح بات کرلیں۔ ہاں ہاں راجہ صاحب ان کو فرما دیجئیے گا۔ راجہ صاحب He should be here tomorrow. جی جناب نبی بخش ڈومکی صاحب۔

PRIVILEGE MOTION

RE: A MEMBER WAS MISBEHAVED BY SECURITY AGENCIES PERSONNEL OUT SIDE THE INDIAN EMBASSY

جناب نبی بخش ڈومکی۔ تحریک استحقاق۔ کل مورخہ 24 فروری 1999 ایک سرکاری ایجنسی کے اہلکاروں نے جان بوجھ کر نہ صرف میری بلکہ سینٹ آف پاکستان کی تضحیک کی۔ جس سے نہ صرف میرے بلکہ پورے سینٹ کے وقار کو دھچکا لگا میں کل اپنے بڑے بھائی جو کہ ممبر صوبائی اسمبلی ہیں۔ ان کے ویزے کے حصول کے لئے انڈیا ایمبیسی گیا۔ واپسی پر مجھے سرکاری ایجنسی کے اہلکاروں نے جان بوجھ کر پریشان کیا اور میری گاڑی کو بلا وجہ اپنی شناخت بتانے کے لیے روکے رکھا۔ ایجنسی اہلکاروں نے میرے خلاف دیدہ دانستہ نا زیبا الفاظ بھی استعمال کیے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس موشن کو منظور کر کے اس موشن کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور ہاؤس میں بھی اس پر بحث کی جائے۔

(اس دوران جناب پریذائنڈنگ آفیسر کی جگہ جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب والا! اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے۔ Not opposed, sir.

Mr. Chairman: O.K. Not being opposed.

میر نبی بخش ڈومکی۔ جناب والا! اس پر کچھ بولا تو جائے۔

جناب چیئرمین۔ جناب points of order کافی ہو گئے ہیں اب آگے چلیں۔ رضا صاحب

اس میں یہ ہوتا ہے کہ ایک دفعہ point of order شروع ہو جائے تو پھر دو تین نہیں رہتے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب دو تین رہیں گے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں time fix کر لیتے ہیں اس وقت میرے پاس بجے ہیں سوا سات تو ساڑھے سات تک points of order کر لیتے ہیں۔ جی ڈومکی صاحب فرمائیے۔

میر نبی بخش ڈومکی۔ جناب اب اس پر ممبر بولیں گے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں، کوئی نہیں بولے گا، یہ تو کمیٹی کو چلا گیا اب اس پر بولیں گے کیا، ختم ہو گیا۔ آپ کا جو privilege motion ہے وہ admit ہو گیا، انہوں نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے اور وہ کمیٹی میں چلا گیا ہے۔ آپ نے کہہ دیا ہے آپ کی بات ساری سامنے آ گئی ہے۔

میر نبی بخش ڈومکی۔ جناب اس کو تو میں نے مختصراً بیان کیا ہے تفصیلاً نہیں بتایا۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب فرمائیے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جو انہوں نے فرمایا وہ ہم نے قبول کیا اور کمیٹی کو چلا گیا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ جج کہے کہ میں آپ کی اپیل منظور کرتا ہوں اور کوئی کہے کہ جی میں نے پھر بھی بحث کرنی ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ چھوٹے صوبے سے ہیں تو کچھ تو خیال رکھنا چاہیئے۔

میر نبی بخش ڈومکی۔ میری ایک گزارش ہے، ٹھیک ہے مجھے بولنے نہیں دیتے مگر منسٹر صاحب یہ تو بتا دیں کہ کونسی ایجنسی کے تھے۔ انہوں نے تو مجھے نہیں بتایا۔

جناب چیئرمین۔ کمیٹی والے اس پر غور کریں گے وہ تفصیل سے اس کو دیکھیں گے۔ جی جناب عالی صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب جہانگیر بدر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پوری قوم خارش زدہ ہے۔ پاکستانی پوری قوم کو کہا ہے بغیر استثناء، بغیر کسی if and but کے، بغیر کسی condition کے لگائے ہوئے۔ وہ لاہور میں گیس کے استعمال پر اپنا ایک protest کر رہے تھے کہ اس سے خارش ہو جائے گی وغیرہ، وہ ان کا حق تھا، وہ انہوں نے بجا فرمایا۔ لیکن یہ تقریر میں جو ایک روانی

ہے اگر اس ہاؤس میں پوری پاکستانی قوم کو خارش زدہ کہا جائے تو کیا آپ اس لفظ خارش زدہ کو پارلیمانی قرار دیں گے اور کیا اس کو expunge نہیں کرائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ آ گئے ہیں وہ جنہوں نے خارش زدہ کہا تھا۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ میرے دوست جہانگیر بدر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ میں ان کے سامنے کہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی ابتدائے تقریر میں پوری پاکستانی قوم کو خارش زدہ فرمایا۔ مجھے اس سے اختلاف ہے وہ ایک الگ بات ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ایوان بالا پوری قوم کو خارش زدہ کہلوانا برداشت کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، دیکھیں، آپ اس سے اختلاف کریں گے، میں بھی کروں گا لیکن کیا یہ غیر پارلیمانی ہے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب پیچھے بیٹھنے والے آدمی کی تو اب اس ہاؤس میں اختلاف کی بھی جرات نہیں رہی وہ تو میں آپ کی good sense کو اپیل کرتا ہوں کہ آیا پاکستانی قوم کے لئے خارش زدہ کا لفظ استعمال کرنا پارلیمانی ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ غلط لفظ ہے لیکن اس کے بارے میں غیر پارلیمانی کیسے کہہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ یہ تو آپ فیصلہ دیجئے۔

جناب چیئرمین۔ اس سے ہم شدید اختلاف کرتے ہیں۔ کیوں جی آپ insist کرتے ہیں کہ قوم خارش کرے۔

جناب جہانگیر بدر۔ میں بتاتا ہوں جی مجھے موقع دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

جناب جہانگیر بدر۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ یہاں تشریف فرما نہیں تھے میں نے خبر کے حوالے سے یہ بات کی تھی۔

جناب چیئرمین۔ میں نے آپ کی تقریر سنی ہے۔

جناب جہانگیر بدر۔ آپ نے اچھا کیا، آپ نے مہربانی کی۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ یہ

تمام قوم کو خارش زدہ کرنے کی کوشش میں ہیں لیکن جناب جو خارش ہے یہ صرف جسمانی تکلیف نہیں، اس کا تعلق ذہن کے ساتھ بھی ہے، انہوں نے تمام قوم کا سکون برباد کر دیا، صبح لوگ اٹھتے ہیں اور ان کے ذہن میں انتشار ہوتا ہے (سر کو کھجلاتے ہوئے) ایسے کرتے ہیں دماغ کو۔ سارا دن لوگ پریشان ہیں، ہر آدمی پریشان ہے اور اس کی تمام ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ جو حکمران اپنے رائے ونڈ کے پل کا تحفظ نہیں کر سکے انہوں نے ساری قوم کو پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ خارش سے مراد پریشانی ہے، interpretation پریشانی ہے، تو یہاں یہ پریشانی کہیں-----

جناب چیئرمین۔ جہاں جہاں لفظ خارش استعمال کیا گیا ہے وہاں پر پریشانی سمجھا جائے۔

ٹھیک ہے جی so record be amended to read wherever word " KHARISH" occurs it should be read as " PRESHANI "

جناب جہانگیر بدر۔ جناب ایک تو خارش کو پریشانی کے معنوں میں لیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کل کسی کو خارش ہو گی تو وہ ڈاکٹر کے پاس جائے گا تو کہے گا کہ جی مجھے پریشانی ہو گئی ہے تو وہ اس کو دوائی کیا دے گا۔

(قہقہے)

جناب جہانگیر بدر۔ جناب والا ! ان کو کہیں کہ پاکستان مسلم لیگ جو حضرت قائداعظم کی جماعت تھی، انہوں نے ان کا نام چرایا ہے۔ اس کے لئے یہ اپنا نیا نام پاکستان خارش لیگ رکھ لیں۔

جناب چیئرمین۔ Ok جی جناب راجہ صاحب ساڑھے سات بجے تک we will allow point of order

جی جناب لیکن میرا ایک مشورہ ہے کہ واقعی خارش ہو جائے تو کہہ دینا ڈاکٹر کو کہ خارش ہے پریشانی نہ کہیں، یا پریشانی ہو تو کہیں پریشانی ہے خارش نہ کہہ دیں not interchangeable

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین ! میں جمیل الدین عالی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کی کوئی ذاتی کیفیت ایسی ہو جائے تو وہ ساری قوم پر اسے منطبق نہ کرے۔

POINTS OF ORDER

i)RE: A BRIEFING BE GIVEN IN THE HOUSE BY THE PRIME MINISTER REGARDING CLOSE DOOR MEETINGS WITH INDIAN PRIME MINISTER AT LAHORE AND CHINESE DEFENCE MINISTER AT ISLAMABAD

جناب چیئرمین۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ جناب راجہ صاحب یہاں پر ہیں - میں بالکل مختصر بات کروں گا۔ پرسوں یہ بات ہوئی تھی یہاں پر کہ Indian Prime Minister کی Lahore visit تھی ' اس سلسلے میں تمام اپوزیشن نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اس پر debate ہو اور یہ کہا تھا کہ Prime Minister آ کر ہاؤس کو confidence میں لیں ' اس پر پھر بحث ہو تو راجہ صاحب نے اس پر فرمایا تھا کہ وہ وزیرخارجہ سے بات کریں گے اور پھر وہ ہاؤس کو بتائیں گے کہ کونسی تاریخ کو وہ date رکھیں گے ۔ تو راجہ صاحب ابھی ہاؤس میں موجود ہیں اگر وہ بتا دیں تو بہتر ہے

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ جناب چیئرمین! میری بات وزیر خارجہ صاحب سے ہوئی ہے اور وہ ایک International meeting میں کل یا پرسوں سویرے چلے جائیں گے ۔ اگلے ہفتے بھی اجلاس ہوگا تو انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس پر بحث کریں گے۔

میاں رضا ربانی - جناب ہم dictate نہیں کر رہے - اول تو as the opposition and member of this House , we are well within our rights to demand that the Prime Minister come here. دوسری بات یہ کہ جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے we want to know what happened behind the close door and it is a matter of record that the Foreign Minister was here in Islamabad. He was here with the Chinese Defence Minister, so the only person who has actual knowledge of what transpired in the summit, is the Prime Minister himself. So the Foreign

Minister will only come out and read a statement which has been prepared by the bureaucrats, which we read everyday in the news papers, but that is not what this House wants. We accept that let there be an in camera session. We are not an irresponsible opposition like the previous one, we are very responsible, we know what is national security, what are national interests. Let there be an in camera session and let thc Prime Minister take the upper house and then the National Assembly into confidence. This is only a justified demand that the opposition is making that both the houses be taken into confidence. The Foreign Minister has no idea of what tranpired in those talks because he was not there and we don't want second hand information.

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ بہت سارے ایسے conclusions لوگ باہر بیٹھ کر کر لیتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ fact ہے کہ جو مذاکرات ہوئے اس میں Foreign Minister موجود تھے اور Minister of State for Foreign Affairs اس سے پہلے موجود تھے۔ ان معاملات پر جب International meetings ہوتی ہیں تو اس سے پہلے یہ طے ہوتا ہے کہ کیا کیا باتیں کرنی ہیں؟ کہاں تک جانا ہے؟ کہاں تک نہیں جانا اور بالخصوص ہندوستان کے ساتھ جب بات چیت ہونے لگی تھی تو اس سے پہلے وزیرخارجہ نے سینٹ کی خارجہ امور کی کمیٹی کے اجلاس کے ساتھ بھی بات چیت کی اور قومی اسمبلی کی خارجہ امور کی کمیٹی کے ساتھ بھی بات چیت کی۔ خود وزیراعظم نے ہماری موجودگی میں آزادکشمیر کی تمام جماعتوں کے بشمول پیپلز پارٹی کے جو سربراہ ہیں ان کو بھی بلوایا اور جو مقبوضہ کشمیر کی یہاں All Parties Hurriat Conference کے راہنما ہیں ان نمائندوں کو بھی یہاں بلوایا اور ان سے بات کی لاہور جانے سے پہلے۔ لہذا یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ کوئی ایک شخص کی حد تک ہی معاملہ رہا ہے بلکہ اس سے پہلے بھی مشاورت کی گئی ہے اور یہ سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہے گا۔ لہذا جو کچھ وہاں ہوا ہے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں رکھی جائے گی اور نہ ہے کہ جس کو کوئی ایک آدمی جانتا ہو اور باقی نہیں جانتے۔ لہذا جب یہ بحث ہو گی تو جو کچھ وہاں ہوا ہے اس کو

سامنے رکھا جائے گا۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ ہندوستان کے ساتھ بات کرتے ہوئے بڑا محتاط رویہ اختیار کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس سے پہلے جتنے بھی مذاکرات ان کے ساتھ ہوئے ہیں وہ نہ صرف بے نتیجہ رہے بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ الٹ ہوا - اس لئے یہ جو بات چیت ہے اس میں انسان توقع بھی رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ احتیاط بھی کرنی پڑتی ہے - احتیاط اس بات کی کہ کوئی ایسی چیز آدمی privately بھی ان کے ساتھ نہیں کر سکتا جس کو کل publicly آدمی سپورٹ نہ کر سکے۔ لہٰذا یہ معاملہ ایسا نہیں ہے - یہ کوئی چین کے ساتھ معاملہ نہیں یا ایران کے ساتھ معاملہ نہیں ' ایک ایسے ملک کے ساتھ معاملہ ہے جس کے ساتھ ہمارے تعلقات میں کافی اونچ نیچ آئی اور اکثر اوقات تو بہت مخالفت اور جنگیں بھی رہی ہیں اور پھر ان کا سابقہ ریکارڈ یہ بھی رہا ہے کہ یہاں کچھ اور بات کرنی اور واپس جا کر کچھ اور کرنا۔ اس لحاظ سے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو وزیر اعظم یا وزیر خارجہ کوئی اپنے لوگوں سے چھپا کر رکھیں - لہٰذا جب یہ بحث ہو گی تو we will place all records before this House and the members of this House.

جناب چیئرمین۔ جی چانڈیو صاحب۔

ii) RE: WAPDA RECOVERY AFFICIALS ILL TREATMENT WITH THE CONSUMERS AT DEFAULT AND BECOMING STRICT WITH THE PPP POLITICIANS , LEAVING GOVERNMENT PARLIAMENTARIANS.

جناب غلام قادر چانڈیو۔ شکریہ، جناب چیئرمین! روزنامہ "پاکستان" میں ایک خبر چھپی ہے جس کی طرف میں توجہ دلاؤں گا۔ اس خبر میں یہ لکھا ہے بجلی چور وزراء سمیت اہم شخصیات کے نام صیغہ راز میں رکھنے کا فیصلہ۔ تمام وی آئی پی شخصیات پر کسی بھی قسم کا جرمانہ کرنے سے قبل واپڈا کے اعلیٰ حکام سے پیشگی اجازت لازمی قرار دی گئی - اراکین پارلیمنٹ سمیت اہم شخصیات کے گھروں پر چھاپے کے وقت نرم رویہ اختیار کیا جائے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقع پیش نہ آئے - یہ circular میں ہدایت کی گئی ہے۔

جناب والا! واپڈا نے بجلی چوری کی recovery کے لئے اپنا لائحہ عمل بنایا ہوا ہے - اس سے صوبہ سندھ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے - ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ recovery نہ ہو' یہ بالکل ہو لیکن اس کا بھی کچھ طریقہ ہوتا ہے - ابھی جو circular نکلا ہے اس سے پوری قوم کو پتا چل جائے گا کہ وی آئی

پی حضرات جتنے بھی ہیں وہ بھی جو حکومتی ارکان ہیں ان کے لئے کہا گیا ہے کہ آپ ان کا خیال رکھیں۔ جتنے بھی وی آئی پی لوگ ہیں وہ اہم ہیں اور باقی جتنے غریب لوگ ہیں ان کے ساتھ آپ زبردستی اور گری ہوئی حرکت کر کے بھی ان سے recovery کریں کیونکہ مجھے ذاتی تجربہ ہے ۔ میرے ڈسٹرکٹ نواب شاہ میں تقریباً ایک مہینہ پہلے واپڈا کی recovery کرنے کے لئے وہاں گاؤں پر آرمی گئی ہے ۔ وہاں کی عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کی گئی اور عورتوں کو وہاں پر اٹھک بٹھک کرائی گئی ہے ، میں نے اس پر چیئرمین واپڈا کو ٹیلی گرام کی جس پر وہاں پر جو کیپٹن تھا اس کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔

جناب والا! اس کے علاوہ ویسے بھی گورنمنٹ والے اداروں کا بہت احترام کرتے ہیں مگر واپڈا کی recovery کے بارے میں نواب شاہ میں جو ڈسٹرکٹ سیشن جج ہے اس کے گھر پر بھی رات کو گیارہ بجے ان لوگوں نے چھاپا مارا ہے ۔

جناب والا! ایک اور بات میں بتاؤں کہ نوشہرو فیروز کے ایک گاؤں میں محمد ملوک کھالائی کے نام کا ایک آدمی ہے جس کے ذمے صرف بیس ہزار کی رقم بقایا تھی ، جو غریب بیچارہ نہیں دے سکا اور اس نے خود کشی کر لی۔ اس کے علاوہ ہمارے ایم پی اے حضرات پر بھی کیس رجسٹر ہو رہے ہیں ، پیر مظہر الحق صاحب جو ہمارے ایم پی اے اور جنرل سیکرٹری پاکستان پیپلز پارٹی کے ہیں ، اس کے علاوہ ہمارے ایم پی اے پیر غلام شاہ جیلانی ہیں ان کے خلاف بھی وہاں کیس رجسٹر کئے گئے ہیں۔

میں جناب والا! حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ انداز درست ہے کہ حکومتی ارکان جو بجلی چوری کرتے ہیں اس کو چھپانے کے لئے ایسی ہدایت جاری کی جائے ۔ جب کہ آپ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں کہ ہم recovery کر کے اس ملک کو سنواریں گے ۔ کیا یہ لوگ اس ملک کو اس طرح سنواریں گے۔ میں وزیر صاحب کے جواب کا منتظر ہوں کہ اس بارے میں وہ براہ مہربانی ایوان کو بتائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! جب ریکوری اور بجلی چوری کے خلاف کارروائی شروع کی گئی تو اس کے بعد کچھ واقعات ایسے منظرعام پر آئے جن کا نوٹس لینا ضروری تھا تو آج ہی پرائم منسٹر صاحب کی واپڈا کے منسٹر گوہر ایوب صاحب' وزیر خزانہ' آرمی چیف اور واپڈا کے چیئرمین سے میٹنگ ہوئی ہے جو اس آپریشن کے انچارج بھی ہیں ۔ میں یہ اہتمام کروں گا کہ گوہر ایوب صاحب کل آکر اس بارے میں کوئی بیان دیں۔

جناب چیئرمین : جی عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ : جناب چیئرمین! leave applications کے دوران میں ایک وضاحت چاہ رہا تھا مگر مجھے موقع نہیں ملا۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب leave applications آتی ہیں تو یہاں پڑھی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس پر رولنگ دی جاتی ہے مگر سیف الرحمان صاحب کو تو میں نے ایک عرصے سے نہیں دیکھا ہے کہ وہ خود آئے ہوں یا ان کی درخواست آئی ہو۔ اس کے متعلق وضاحت چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین : اچھا ہے کہ وہ نہیں آتے۔

جناب محمد زاہد خان: وہ leave application تو بھیج دیا کریں ناں۔

جناب چیئرمین : جی اقبال حیدر صاحب۔

iii) Re: THE STEPS TAKEN AND STATEMENTS MADE BY THE PRIME NINISTER AGAINST THE JUCICIARY

سید اقبال حیدر : شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی سنگین آئینی بحران کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ۱۷ فروری ۱۹۹۹ء کو ایک بار پھر سپریم کورٹ نے بجا طور پر یہ فیصلہ جاری کیا کہ ملٹری کورٹس غیر آئینی ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ پہلا فیصلہ نہیں ہے اس سے پہلے ۶ ایسے اہم واقعات ہو گئے ہیں جن سے آئین کی خلاف ورزی کھلم کھلا کی گئی ہے اور ثابت بھی ہوئی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ جب قوم کے بنیادی حقوق سلب کئے گئے تھے تو سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس حکومت کا بنیادی حقوق سلب کرنے کا فیصلہ غیر آئینی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سندھ حکومت کو اور سندھ اسمبلی کو بزور طاقت اپنے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکا۔ اس پر بھی سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ غیر آئینی قدم ہے۔ اس کے بعد سپیکر کے فرائض کو غصب کرنے کے لئے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا۔

جناب چیئرمین : یہ باتیں ہو گئی ہیں۔

سید اقبال حیدر : میں ذرا background میں جا رہا ہوں۔ فارن کرنسی اکاؤنٹس پر حکومت نے جو ڈاکہ ڈالا اس کو بھی عدلیہ نے غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب یہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے، حکومت امور مملکت کو آئین اور قانون

کے مطابق چلانے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ بجائے اس کے کہ حکومت امور کو قانون کے مطابق چلاتی اور بجائے اس کے کہ حکومت اپنے طریق کار کو درست کرتی، مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ ۱۹ فروری کے دن وزیر اعظم نے ایک بار پھر عدالت عظمیٰ کے خلاف محاذ آرائی کا اعلان جنگ کیا۔ سپریم کورٹ کے ججمنٹ کے بعد جس میں فوجی عدالتوں کو غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دیا گیا ہے ، قوم سے اپنے خطاب میں وزیر اعظم یہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جو فوجی عدالتیں بنائی تھیں وہ آئین اور قانون کے مطابق ہیں۔ کہنے کا مطلب کیا ہے۔ وزیر اعظم نے قوم سے خطاب میں یہ کہا کہ میں دہشت گردی کا پھر کیسے سامنا کروں، کیسے اس کی سرکوبی ہوگی، کس طرح دہشت گردوں کو سزا ملے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر اعظم نے بالواسطہ طور پر ، واضح طور پر یہ الزام لگایا ہے عدالت عظمیٰ کے خلاف کہ شاید عدالتی فیصلے دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی میں مدد گار ثابت ہو رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے پہلے فوجی عدالتیں لگا کر ایک عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا پورے judicial system پر کہ موجودہ judicial system ناکام ہے۔ یہ بہت سنگین معاملہ ہے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بات سمجھ میں آ گئی ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب میں آخری دو الفاظ کہنا چاہ رہا ہوں کہ نومبر اور اکتوبر 1997ء میں بھی عدلیہ کے خلاف جنگ اور جدوجہد اور اس کی تضحیک کا ارتکاب موجودہ حکمرانوں نے کیا تھا اور آج پھر اسی تضحیک اور بے عزتی کا اعلان وزیر اعظم نے 19 فروری کو اپنے خطاب میں کیا۔ میں آپ کی توجہ Article 63(1) کی طرف دلاؤں گا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی یہ سب پتہ ہے اور سب کو پتہ ہے۔ اقبال حیدر صاحب ! یہ سب چیزیں پتہ ہیں، کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مطلے واقعات پر تو آجائیں ناں۔ Let us hear کہ بھئی آپ جو کہہ رہے ہیں۔۔۔

سید اقبال حیدر: جناب اپنے منصب پر قائم رہنے کی بات ہے اور P.M. should be disqualified to hold this office.

Mr. Chairman: O.K. Yes, Raja Zafarul Haq Sahib.

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ اقبال حیدر صاحب نے بالکل بے بنیاد اور غلط مفروضوں پر اپنے point of order کی بنیاد رکھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آئینی پوزیشن یہ ہے

کہ اگر انتظامیہ کوئی بھی عمل کرتی ہے، کوئی قانون بناتی ہے، کوئی ordinance جاری کرتی ہے، کوئی پالیسی اپناتی ہے اور آئین کے بارے میں اگر یہ تفاوت پیدا ہوجائے کہ آیا وہ آئین کے مطابق ہے یا نہیں تو اس کا حتمی فیصلہ سپریم کورٹ کے پاس ہی ہوتا ہے' اسی نے آئین کی interpretation کرنی ہے۔ جس بارے میں اس کو مکمل اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ اس بات کو کوئی appreciate کرے کہ جب 20 مارچ کا فیصلہ آیا تھا ججوں کے بارے میں تو اس وقت کی وزیر اعظم نے قومی اسمبلی میں کھڑے ہوکر اس کی ایک ایک شق کو لے کر اس کی تضحیک کی تھی قومی اسمبلی میں، ایک ایک لفظ کی تضحیک کی تھی' آج بھی ریکارڈ موجود ہے اگر وہ اس کو دیکھنا چاہیں تو میں دوبارہ پڑھ کر ان کو سنا سکتا ہوں۔ لیکن وزیر اعظم پاکستان نے اب ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے، کراچی میں حالات کو control کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا۔ لیکن اگر سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے کہ ایسا آپ نہیں کرسکتے تو پھر ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ واقعات اسی طرح سے ہو رہے تھے اور اب ان میں کمی آئی ہے اور اگر اس کا متبادل بندوبست نہ کیا جاتا تو پھر یہ معاملہ اور بڑھ جاتا اور حالات بالکل control سے باہر ہوجاتے۔ سپریم کورٹ نے اس کے لئے ایک متبادل راستہ اختیار کرنے کے لئے کہا ہے۔ جو سپریم کورٹ کے خیال میں آئین کے مطابق بھی ہے اور ایک second alternative کے طور پر مؤثر بھی ہوسکتا ہے۔ تو انہوں نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے وہاں پر Anti-Terrorist Courts کے قیام کے لئے حکم فرمایا اور وہ قائم بھی ہو رہی ہیں اور سپریم کورٹ نے اپنے اوپر یہ ذمہ داری بھی لی کہ وہ اس بات کو دیکھیں گے کہ Anti-Terrorist Courts اس قسم کے مقدمات کا سات دن کے اندر سماعت کر کے فیصلہ کریں۔ اس کی اپیل پر بھی سات دن کے اندر فیصلہ ہو۔ ایک عدالت کے سامنے ایک وقت میں ایک ہی مقدمہ جائے، day to day hearing ہو اور پھر اس کے بعد فیصلہ ہو۔ اس کے بعد اگر کسی نے اپیل کرنی ہے تو وہ اپیل کرے۔ پھر اگر وہ معاملہ سپریم کورٹ میں جاتا ہے تو وہاں بھی جلد سے جلد فیصلہ ہو۔ اسی لئے مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد کراچی تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان عدالتوں کے قیام کے لئے جو کارروائی کرنی تھی، وہاں کے چیف جسٹس صاحب سے اور باقی لوگوں سے مل کر وہ بھی کی ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وزیراعظم پاکستان نے قوم کو اعتماد میں لیا اور یہ کہا کہ اس معاملے میں جو سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے ہم اسی کو follow کریں گے۔ ہم اسی کو اپنائیں گے اور اس کے ذریعے جو سپریم کورٹ نے کہا ہے وہی راستہ اپنایا جارہا ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

Mian Raza Rabbani : Sir, point of personal explanation.

جناب چیئرمین : جی ' جی فرمائیے۔ Point of personal explanation, انہوں نے کافی explanation دینی ہے کیونکہ یہ اس وقت وزیر تھے۔

Mian Raza Rabbani: This is totally different.

جناب چیئرمین : اچھا جی۔

میاں رضا ربانی : راجہ صاحب سے نہایت احترام کے ساتھ I have great deal of respect لیکن راجہ صاحب نے بات کو parallel draw کیا۔

Between the March 20th Judgement and the fair comment that the Prime Minister made on the floor of the Assembly and the speech made by the Prime Minister now. There is a clear cut difference. No.1, Sir, that the speech, that was made with reference to the 20th of March Judgement was a single isolated incident in itself in which the then Prime Minister made a fair comment on the reservations and the difficulties that the Government would face in the implementation of that momentous decision that was given by the Supreme Court of Pakistan. What do we have now in juxtaposition, in juxtaposition the situation here is that when the Supreme Court of Pakistan was seizedwith these petitions there is a spat and I have here with me the record, sir, and if you want I will place these statements which are over 25 to 30 of the Prime Minister and of the Law Minister in which the Prime Minister has gone to the extent of saying

کہ وہ لوگ جو ملٹری کورٹس کو support نہیں کرتے وہ محب وطن نہیں ہیں۔ یہ انہوں نے اس وقت فرمایا جس وقت petitions pending تھیں

before the Supreme Court of Pakistan. This is what the Law Minister kept on saying when the petitions were pending in the Supreme Court of Pakistan. Subsequent to that or running parallel with that, there has been a steady and

systematic campaign which is being run by Pakistan Television

جو کہتی رہی ہے کہ جی بغیر ملٹری کورٹس کے کراچی کی situation واپس normalcy پر نہیں آسکتی۔ بغیر ملٹری کورٹس کے کراچی اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔ یعنی ایک public psychy کو incite کرنا کہ اگر فوجی عدالتیں نہ ہوئیں تو اس کے repercussions کیا ہوں گے یہ ایک systematic campaign build up ہوتی چلی آئی ہے۔ جس کا final culmination point آیا پرائم منسٹر کی تقریر سے۔ یہ پاکستان اور sub-Continent کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہے کہ جہاں پر ایک پرائم منسٹر institutions of the State کے خلاف incitement کرتا ہے۔ سینٹ کے خلاف incitement ہوئی، سپریم کورٹ کے خلاف پرائم منسٹر کی تقریر was an open incitement to the people of Pakistan. جناب آپ yellow journalism کی بات کرتے ہیں جو تصویر mutilated body کی اس بچے کی دکھائی گئی

on Pakistan Television. If that was not an incitement against the Supreme Court of Pakistan then what is incitement against the Supreme Court of Pakistan. After that, sir, there has been a systematic campaign which Pakistan Television has been launching because Military Courts are no longer in existence, therefore, the situation will turn back to what it was prior and here, sir, I have a newspaper cutting of the "Jang", which says, and this has been released by the official news agency APP

کہ جب پرائم منسٹر کراچی پہنچے تو لوگوں نے وہاں پر ملٹری کورٹس کے حق میں نعرے لگائے۔

This is a systematic campaign to try and paint the Supreme Court into a corner, and they say that they have respect for the Supreme Court .

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین ، گزارش یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو تین چیزوں کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے ۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ جو میں نے 20 مارچ کے فیصلے کا تذکرہ کیا۔ آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہوگا ایک ایک جج صاحب کا نام لے کر سپریم کورٹ کے ایک ایک جج کا نام لے

کر یہ کہا گیا کہ اگر وہ اس فیصلے پر عملدرآمد کریں تو وہ خود نہیں رہتے۔ ایک ایک جج کا حالانکہ یہ کبھی نہیں ہوا۔ ایسا کبھی اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اور نہ بعد میں کسی کو کرنا چاہیے۔ اس کے بعد یہ نہیں کہا گیا کہ چونکہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اس لئے ہم اس پر عملدرآمد کریں گے' یہ نہیں کہا گیا۔ یہ کیا گیا کہ کئی مہینے تک اس کے اوپر عملدرآمد نہیں کیا گیا بلکہ اس کی مخالفت کی جاتی رہی۔ مگر کیفیت یہ رہی ہے کہ دو دفعہ ان کی گورنمنٹ ڈسمس ہوئی اور دونوں دفعہ سپریم کورٹ نے اس کو uphold کیا اس کو یہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ درست کیا گیا۔ وہ فیصلہ درست تھا اس کا تعلق یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے کہا کہ یہ extra judicial killings بھی ان کی گورنمنٹ نے کی ہیں۔ کیا اس میں اب کسی شک وشبے کی گنجائش ہے؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے اس کے بعد اسے ختم کریں۔ اب اس point پہ جرح کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق: گزارش یہ ہے کہ اگر کراچی کے لوگ military courts کی performance کے اوپر نعرے لگاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کچھ relief ملا تھا۔ اگر اس متبادل نظام سے ان کو کوئی relief ملتا ہے تو اس کے حق میں بھی وہ نعرے لگائیں گے۔ اس کو یک طرفہ نہیں دیکھنا چاہیے۔ اس کو اس spirit میں دیکھنا چاہیے۔ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ ایک دن کسی کا بچہ قتل ہو جائے تو سارا محلہ اور سارا گاؤں اس کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے۔ تھوڑی مدت گزرنے کے بعد ان کو ملزموں سے ہمدردی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ان سے یہ کہتے ہیں کہ جی اب اس سے یہ ہو گیا ہے تو اب اسے جانے دیں اس کے ساتھ صلح کرلیں۔ اسی وجہ سے جرائم بڑھتے ہیں۔ اسی طریقے سے جس آدمی کے بچے کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ آپ نے اس کی ماں سے پوچھا کہ اس کے دل پہ کیا گزری؟ آپ نے اس کے باپ سے پوچھا' اس کے خاندان والوں سے پوچھا کہ کیسے ان کا مستقبل تاریک کر دیا گیا؟ آپ کہتے ہیں کہ وہ تصویر دکھائی گئی۔ اگر یہ تصویر دکھائی گئی ہے تو لوگوں کو اس بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس معاشرے کے اندر ایسا ایسا ظلم بھی ہوتا ہے۔ اس کا تدارک ہونا چاہیے۔ یہ تو ایک social consciousness بیدار کرنے کی بات ہے۔ یہ تو لوگوں کو کہنے کی بات ہے کہ ہمارا معاشرہ کس حد تک گر گیا ہے۔ کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اس کے تدارک کے لئے measures اٹھانے

کی ضرورت ہے۔ social بھی' economic بھی اور judicial بھی۔

اس میں کوئی شک ہے کہ لوگوں کو ماتحت عدالتوں کے اوپر طویل عرصے تک مقدمے چلنے کی وجہ سے مایوسی ہوتی ہے۔ پریشانی ہوتی ہے اور اس institution کو درست کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک superior عدلیہ کا بھی کام ہے' حکومت کا بھی کام ہے۔ پورے معاشرے کا بھی کام ہے کہ وہ آواز اٹھائے۔ اگر یہ judicial system ٹھیک نہ ہوا تو بہت بڑا انقلاب آ سکتا ہے۔ بہت بڑی خرابی آ سکتی ہے۔ جب لوگ آہستہ آہستہ مایوس ہو جاتے ہیں عدالتی نظام سے' جب ان کو انصاف کئی کئی سال تک نہیں ملتا تو پھر وہ خود ایک دوسرے سے انتقام لینا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر وہ دوسرے راستے اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہم اس سلسلے میں superior judiciary کے نوٹس میں یہ لانا چاہتے ہیں۔ ہم ان سے یہ گزارش کرتے ہیں۔ ہم ان سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ ان کو بھی اس معاملے کے اندر اصلاحات کا سلسلہ رکھنا چاہیے۔ نہ صرف یہ کہ anti terrorists معاملات میں جلدی مقدمات کے فیصلے کے لئے' جو انہوں نے فرمایا ہے' اس پہ عمل در آمد ہو۔

بالعموم عدلیہ کے اندر مقدمات میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ اس کے لئے بھی ہم ان سے گزارش کریں گے کہ وہ اس معاملے میں بھی مدد کریں۔ کیونکہ اگر قانون کے اندر کوئی time مقرر کیا جائے تو کہا یہ جاتا ہے کہ کورٹ کو direction دی جا رہی ہے۔ عدالت کو پابند نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ اپنی ماتحت عدالتوں کو یہ کہے کہ آپ جلدی فیصلے کریں۔ خواہ civil کے ہوں یا criminal کے ہوں۔ اس پہ بہتر طریقے سے عملدرآمد ہو سکتا ہے اور ماتحت عدالتیں اس سے خوف کھاتی ہیں کہ ان کے خلاف کوئی action ہو سکتا ہے۔ قانون میں اگر صرف لکھ دیا جائے تو اس پہ action نہیں ہوتا۔ انتظامیہ اس میں انہیں directive دے نہیں سکتی۔ اس لحاظ سے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا کہنے کا سارا مقصد یہی تھا کہ جو انصاف کرنے میں delay ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں کہ justice delayed is justice denied تو اس سلسلے میں بھی ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ ملک کے اندر کوئی ایسا نظام عدل لایا جائے' جو عدالتیں ہی لائیں۔ جو superior judiciary ہی لائے۔ اس کی اصلاح خود کرے اور جو direction وہ دے گی اس پہ عمل کرنا انتظامیہ کا' اس پہ عمل کرنا حکومت کا کام ہے۔

جناب چیئرمین: جی please آپ بیٹھیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ آج اور کوئی ایجنڈا ہے اور کچھ کرنا ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر we can go on۔ یہ معاملہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اہم ہے تو اس کا موشن لے آئیں۔ اس کو discuss کرتے ہیں لیکن اس طرح point of order پہ discussion شروع کر

دینا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ جی آج کوئی item agenda پہ ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! آج بل ہے اور میں آپ سے استدعا کروں گا آپ سے اور فاضل اپوزیشن کے ممبران سے بھی----

جناب چیئرمین: ہے ہے، جی بل ہے، دیکھیں کام بھی ہونا چاہیئے، خالی نہیں کہ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات ہوتی رہے سارا وقت، I think we as a whole are responsible جو کام ہے وہ بھی تو کریں، پھر جب وقت بچ جائے گا تو پھر بات کریں گے۔ جی تشریف رکھیں جی۔ We will go on to the agenda کون سا آئیٹم ہے جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جی آئیٹم نمبر 4 ہے جناب۔

جناب چیئرمین: جی پڑھیں اس کو، اگر وقت بچے گا تو پھر اس پر بھی بات کرلیں گے۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ جس چیز پر cooperation ہے اس کو آگے بڑھائیں، پھر وقت بچ جائے گا تو پھر اس پر بات کریں گے۔

میاں رضا ربانی: ورنہ آپ دیکھ لیں پھر بل پاس نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: I agree with you اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کام بھی کریں اور پھر دوسرا کام بھی کریں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! ہمیں امید ہے اور بات بھی ہوئی ہے کہ یہ حضرات ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

Mian Raza Rabbani: I am just saying that we will get it passed, but you can count the numbers....

Mr. Chairman: I agree with you, these things have to be done with understanding and you yourself had passed so mamy Bills, when you had very few in this side.

تو اسی طرح بات چیت سے معاملات طے پاتے ہیں ۔ this is what parliament is all about جی۔ جناب اس میں کیا کچھ ہے۔ موشن تو move ہو چکا ہے۔ جی anybody wants to say anything

جی شفقت محمود صاحب۔ on this,

جناب شفقت محمود: جناب چیئرمین ! CDA ordinance کے اوپر ' اس میں یہ جو تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں' اس پر میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ جناب آپ پیچھے دیئے گئے statement of objects and reasons کو اگر kindly آپ دیکھیں تو پیرا 2 میں فرماتے ہیں کہ

the Federal Shariat Court by its judgement dated the 28th February, 1992 in respect of the CDA Ordinance, 1960, held the provisions discriminatory and directed the compensation to the land owners , whose land is acquired under the CDA ordinance , should be paid on the basis of market value, benevolent of the date of the direction to the Deputy Commissioner to acquire land. Then in their kindness they say

بڑی مہربانی کر رہے ہیں کہ it has been decided to implement the judgement of the Shariat Court, hence the amendment اب اس میں جناب دو تین چیزیں ہیں جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ آیا 1992 میں اور اس میں انہوں نے hold کیا کہ جو اسلام آباد کے متاثرین ہیں' جن سے زمین لی جاتی ہے اور ان کو مارکیٹ ریٹ پر اس زمین کا معاوضہ نہیں مل رہا تو 1992 میں فیڈرل شریعت کورٹ نے کہا کہ ان کو مارکیٹ ریٹ پر payment کی جائے۔

اب 1999ء ہے جناب' 1995ء میں ہم لوگوں نے ایک تحریک پیش کی اور پہلی دفعہ مارکیٹ ریٹ والا جو بل تھا' یہ آرڈیننس کی صورت میں شائع ہوا۔ اس میں ایک سقم رہ گیا جس پر شاید لاء منسٹری اس وقت صحیح طرح سے غور نہیں کر سکی' حالانکہ ہم نے بہت شور مچایا تھا۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ جتنے cases pend کر رہے ہیں' جن کے اوپر ابھی تک final award نہیں ہوا' اس میں cut off point یکم جنوری 1996ء نہ رکھیں بلکہ ان سب cases کو market value کے طور پر treat کر کے ان کو compensation ادا کی جائے۔ جناب آپ کو اندازہ ہو گا شاید لیکن میرے کئی دوستوں کو اس چیز کا اندازہ نہیں ہو گا کہ اس میں بے شمار لوگ ہیں اسلام آباد میں جن کو انتہائی تکلیف ہے کہ بڑی بڑی بیش قیمت زمین لی گئی ہے اور جس کو literally کوڑیوں کے دام لیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اب اگر یہ معاملہ ایک بل کی صورت میں آ ہی گیا ہے' ساتھ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے فیڈرل شریعت کورٹ کے

فیصلے کو implement کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ نے یہ implement کرنا ہے تو آپ اس تاریخ سے اس کو implement کریں جس طریقے سے فیڈرل شریعت کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ آپ صرف وہی سقم جو 1996ء کے آرڈیننس میں رہ گیا تھا' کیونکہ لائبنسٹری یا جو باقی لوگ ہیں وہ اس میں کوئی mind apply نہیں کرنا چاہ رہے' جو ہم نے کیا تھا' اسی کو اسی طرح آگے پیش کر دیا۔ تو میں گزارش یہ کروں گا کہ 1992 میں یہ فیصلہ ہوا تھا اس کو اگر آپ نے implement کرنا ہے تو اس کو اس فیصلے کی تاریخ سے implement کریں اوراگر آپ نے اس فیصلے کی تاریخ سے implement نہیں کرنا تو پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ جی ہم فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ implement کرتے ہیں۔ پھر یہ کہیں کہ جی ہم ویسے ایک قانون بنا دیں۔

اور دوسری بات یہ کہ میں قانون دان نہیں ہوں لیکن میری ناقص رائے میں اگر فیڈرل شریعت کورٹ بنی ہے اور فیڈرل شریعت کورٹ نے فیصلہ دیا ہے تو کیا یہ حکومت کا اختیار ہے کہ وہ چاہے تو فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ implement کرے نہ چاہے تو نہ کرے۔ اگر یہ نہ چاہنے والی بات ہے کہ جی فیصلہ آگیا لیکن ہم implement نہیں کرتے ۔ تو کیا یہ حکومت کے پاس اختیار ہے کہ وہ ایسا کر سکے۔ اور اگر حکومت کے پاس یہ اختیار ہے تو پھر فیڈرل شریعت کورٹ کا کیا جواز ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ ' میں احترام کے ساتھ کہتا ہوں ' وہ ہوا میں فیصلہ دیتا رہے اور حکومت ' جس کی فیصلے implement کرنے کی constitutional ذمہ داری ہے وہ کہے کہ جی ہم اس کو کر دیں گے اس کو نہیں کریں گے۔

جناب اس میں مجھے بڑی severe قسم کی contradiction نظر آتی ہے' بہت بڑا تضاد نظر آتا ہے۔ اس لیے اب وزیر صاحب کی خواہش ہوگی کہ کیونکہ یہ معاملہ نیشنل اسمبلی نے پاس کر دیا ہے اور کیونکہ اب یہ سینٹ میں آ گیا ہے تو اب اس پہ ہم مہر لگا دیں۔ کیونکہ اگر ہم نے مہر نہ لگائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ joint session میں جائے گا۔ تو جناب میں کم از کم بڑے پر زور طریقے سے کہتا ہوں کہ اس میں بہت سارے مسائل ہیں اور لاکھوں ' اگر لاکھوں نہیں تو کئی ہزار' دس پندرہ بیس ہزار لوگ ' تیس چالیس ہزار لوگ ایسے ہیں جو اس برے قانون کی وجہ سے انتہائی تکلیف میں ہیں۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اس قانون کو میں تو کم از کم سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں implement نہیں ہونا چاہیے۔ یا یہ گورنمنٹ explain کرے کہ جیسے میں نے پہلے کہا کہ کیا شریعت کورٹ کا فیصلہ implement کر رہے ہیں؟ اور اگر وہ کر رہے ہیں تو اس کے فیصلہ کے مطابق implement کرلیں ورنہ اس حالت میں ' اس طریقے سے کم از کم مجھے تو یہ بل قابل قبول نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani : Sir, I am grateful. Sir as far as this Bill is concerned, I will be very short on it because there is not a great deal to be said on it with the exception that in 1996, the then Prime Minister Benazir Bhutto was conscious of the difficulties that the people of Islamabad were facing , particularly in this respect, in which there was acquisition of property and the prices that were given , were not sufficient and then subsequently they were sold at much higher prices thereby causing a great deal of loss to them. And then this also has a very chequered history as far as the Federal Shariat Court is concerned because initially the Federal Shariat Court took notice of this matter on its own. Subsequently there was an appeal that was filed then the matter was remanded back from the Appellate Shariat Court, to the Shariat Court.

The full bench sat once , it heard the entire matter before judgement could be written, there were certain changes , then it was reheard, then again before the judgement could be written, the Chief Justice was transferred and then the government went into appeal and then subsequently this judgement came.

The judgement, sir, talks about an amendment in Section 2-K which has been brought about and it also talks about an amendment in Section 31 of this Act. Now, as far as this matter is concerned, as pointed out by Senator Shafqat Mehmood by way of Ordinance-1 of 1996 which was the Capital Development Authority (Amendment) Ordinance, 1996 which was promulgated on 8th of January , 1996. The Government of Mohtarma Benazir Bhutto brought about the amendment in Section 2-K and in Section 30. I beg pardone sir, it was section 30. So, to that extent the ordinance and bill that has been tabled today, is identical

till the amendment of Section 30 is concerned, with the addition in this bill that they have also added a new sub-section after sub-Section 2 in the bill which is sub-Section 3 and they have also sought the insertion of a new section that is Section 32(a). Now, I am personally of the opinion that we could have done away with the addition of this new sub-Section (3) in Section 30 and we could have also done without the new Section 32 (a). But nevertheless, since it is there and this bill had been authored during the tenure of our government and I was at that time in the Law Ministry. Therefore, it would be unethical for me to oppose this bill.

Therefore, I am not opposing it but at that stage also sir, we felt that there was a lacuna and it was also a point which has been agitated by the residents of Islamabad to a great extent. And that was that the question of accusation should be linked with the question of rehabilitation. We were looking at this to bring about an amending ordinance to this effect also and the matter was going to and fro between the Ministry and the CDA but before that our government was dismissed by the then President. So, therefore, I would most seriously request through you, the honourable Minister for Parliamentary Affairs that if he would give an assurance on the floor of this House that if we were to move as a private member's bill, an amending bill seeking to link the question of accusation and rehabilitation whereby the people would not be at the mercy of the CDA but under the statute, the CDA would be called upon to rehabilitate them in case they are settled on that property. I would be grateful if this assurance, during his wind up, could come from the Minister and then we would be in a position to move an amending bill on that. Thank you sir.

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔ جناب یہ جو Capital Development Authority Ordinance, 1960 میں ترمیم پیش کی گئی ہے۔ میں Capital Development Authority Ordinance (Amendment) Bill, 1999 کے بارے میں مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ اکثر حکومتی طریقہ کار یہ رہا ہے کہ لوگوں سے ان کی زمین ارزاں قیمت پر لے کر اپنے طور پر اس کو جس قیمت پر بھی بیچیں۔ یہ اس طرح کا سلسلہ چل رہا ہے اور جناب کمال یہ ہے کہ جو اصل مالکان ہیں، ان کی جو زمینیں ہیں یا ان کی جو جائیداد ہے وہ تو کوڑیوں کے مول خریدی جاتی ہے اور اس کے بعد خریدنے والے landlord بن جاتے ہیں، جن کو نوازا جاتا ہے، وہ کروڑ پتی اور ارب پتی بن جاتے ہیں جب اس کو بعد میں بیچتے ہیں۔ یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جو اصل مالکان ہیں ان کو تو آپ نظر انداز کرتے ہیں اور جو خریدنے والے ہیں ان کو آپ اہمیت دیتے ہیں۔

تیسری جو میں بات کہوں گا جناب والا! وہ یہ ہے کہ ان کو rehabilitate بھی نہیں کرتے اور وہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں یعنی ان کی کوئی شنوائی بھی نہیں ہوتی۔ جناب ان کو کسی اور جگہ آباد نہیں کیا گیا یا ان کو کوئی مناسب معاوضہ نہیں دیا گیا تو ان کو آباد کیا جائے، وہ بھی نہیں ہوتا۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ایک طرف ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ انصاف کیا جائے گا اور دوسری طرف ہمارا عالم یہ ہے کہ جس کو ہم راتوں رات پلاٹوں کے ذریعے، جائیدادوں کے ذریعے کروڑ پتی، ارب پتی بنانا چاہیں بنا دیتے ہیں اور وہی زمین ان کو ارزاں قیمت پر دے کر، کئی کئی پلاٹ ایک ایک شخصیت کو دے کر ہم نوازتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نوازنے کا جو سلسلہ ہے کسی کو کروڑ پتی، ارب پتی بنانے کا پلاٹوں کے ذریعے، یہ غلط ہے۔ ہمارے ملک میں یہ مشہور ہے جناب کہ ایک پرمٹ، دوسرا پلاٹ، پلاٹوں کے ذریعے اور پرمٹ کے ذریعے ہم شہری جاگیردار بناتے جا رہے ہیں، کروڑ پتی، ارب پتی بناتے جا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

میری تجویز یہ ہوگی کہ ایسی ترامیم لائی جائیں جن سے اصل مالکان کے ساتھ بھی انصاف ہو اور جو پلاٹ دیئے جاتے ہیں وہ ان لوگوں کو دیئے جائیں جنہیں رہائشی طور پر ضرورت ہو۔ اب دس دس بیس بیس پلاٹ آپ دے دیتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں اس معزز ایوان میں گزارش کروں گا کہ ایسی ترامیم لائی جانی چاہیئے تھیں جن سے ان تمام متاثرین کی rehabilitation بھی ضرور ہوتی جن کی یہ جائیدادیں لے لیتے ہیں اور ان کو بہت advance notice دینا چاہیئے تھا جب کہ وہ اس کو خالی کر سکے اور اس کے علاوہ یہ جو پلاٹ سسٹم ہے چاہے دارالحکومت اسلام آباد ہو، لاہور ہو، کوئٹہ ہو، کراچی

ہو، پشاور ہو، کہیں بھی ہو، اس کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیئے - جن لوگوں کو واقعی پلاٹ کی ضرورت ہو ان کو دیئے جائیں اور یہ جو ہم نوازتے ہیں فراخدلی سے یہ جو حکومت کا ایک استحقاق ہے اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے -

جناب چیئرمین- شکریہ، ڈاکٹر صفدر علی عباسی-

Dr. Safdar Ali Abbasi: Thank you Mr. Chairman. Sir, this bill is as a corollary to the Federal Shariat Court judgement. It is basically dealing with two aspects of the CDA original Ordinance 1960. One is part of the chapter one. There is section 2(k) in which the definition of market value is given. Then sir, there is an entire chapter in the CDA Ordinance , chapter 4 which deals with acquisition of land. In that chapter , there are sections 22 to 36. There are about 14 sections in this chapter which deal with acquisition of land. Now sir, the basic amendment about which Mr. Raza Rabbani has spoken about , that was in section 2 (k) where the market value is to be redefined because in the previous ordinance , I would just like to make a comparison, in the original CDA Ordinance for the market value , there were two sections, one relating to the land acquired before December 1958 and the other was after 1st January, 1968.

But sir, as days went by , people started complaining that they were not getting proper reward for their land that was acquired by the government. So, in that regard in 1996, the ordinance was brought about, which redefined this market value and that market value was redefined in sub section (3) of section 2, that in relation to land acquired on or after the 1st of January 1996, the market value as may be determined in accordance with the provisions of the Land Acquisition Act 1964 , applicable in the province of Punjab, which basically saysthat the people who were not getting proper value , should get the proper

value for their land. So, this amendment was brought about.

Now, the second main amendment comes in section 30 of the original ordinance. Sir, the section 30 of the original ordinance is dealing with matters to be considered in determining compensation. Now sir, in that original ordinance, again in 1996 when the second ordinance was issued, there was sub section (3) added to the original section 2 in the section 30 of the original ordinance. In relation to land acquired on or after the 1st January 1996, in addition to the value of the land determined as aforesaid, the deputy commissioner shall, in every case, award a sum of 20 percent on such value in consideration of the compulsory nature of the acquisition. The basic notion behind was to provide the proper compensation to the people.

So, I believe considering that the government is trying to implement the Federal Shariat Court judgement and an effort is being made to give proper compensation to the people who are living in the vicinity of Islamabad. I think we would not like to oppose the Bill as such but again, I would like to request Wattoo Sahib that if he could consider Mian Raza Rabbani's proposal regarding the entire rehabilitation process, the process of rehabilitation, if it goes in any conjunction with market value, I think, it would be better for people who have been living in the vicinity of Islamabad and on whose lands, you know, this city has been built. I thank you, sir.

Mr. Chairman: Anybody else? Yasin Wattoo Sahib.

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جناب والا! میں فاضل ممبران حزب اختلاف کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بنیادی طور پر مخالفت نہیں کی۔ یہ بل حقیقت میں عوامی مفاد میں ہے اور مالکان اراضی کے مفاد کو مکمل طور پر مد نظر رکھا گیا ہے۔ 1-1-96 تک کے بارے میں تو رضا ربانی صاحب نے خود ارشاد فرمایا

کہ انہیں اس سے اختلاف نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی جو اس بل میں مزید اضافہ کیا گیا ہے اس کی طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ اس سے پہلے کی صورت یہ ہے کہ جہاں compulsory acquisition ہے وہاں 15 percent market value کا مزید دیا جاتا ہے owners کو جن کی زمین acquire کی جائے۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم جنوری ۹۶ سے جن لوگوں کی زمین compulsorily acquire کی جائے انہیں اس پر 15 percent سے مزید ۲۰ فیصد acquisition amount میں اضافہ دیا جائے گا اور پھر اس میں مزید یہ فیصلہ کیا گیا ہے 322 (a) of Clause 4 کہ اگر قبضہ مالکان سے لیا جائے اور رقم ادا نہ کی جائے تو وہ اس کے بارے میں ڈپٹی کمشنر ۸ فیصد مزید منافع ان کی رقم پر جو compensation کی انہیں ملنی ہے، بھی ادا کرے گا۔ تو اس حیثیت سے یہ کوشش کی گئی ہے کہ مالکان کے مفاد کا زیادہ سے زیادہ تحفظ کیا جائے اس لئے جو وجوہات بیان کی گئی ہیں کہ اس میں کیا کیا مسئلے تھے پہلے ان کے ساتھ کافی ایسی چیزیں ہو رہی تھیں جن سے مالکان کو نقصان پہنچ رہا تھا یہ بل ان کے مفاد میں ہے۔ اور میں ممنون ہوں فاضل ممبران کا کہ انہوں نے اس کو oppose نہیں کیا البتہ جو میاں رضا ربانی صاحب نے اور صفدر عباسی نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اس سلسلے میں کوئی بل لائیں گے، ایک علیحدہ بل بھی ہمارا نیشنل اسمبلی میں pending تھا جو واپس لیا گیا ہے اور CDA میں جو پلاٹس کی disposal کے بارے میں ہے اور وہ مسئلہ زیر غور ہے۔ اگر ان کی کوئی تجویز اس سلسلے میں ہو وہ بھی ہم examine کرنے کو تیار ہیں۔ اگر کوئی اس بارے میں acquisition and rehabilitation کے بارے میں جیسا کہ وہ کچھ فرما رہے تھے، اگر وہ کوئی بل اس سلسلے میں لائیں گے تو ہم اس کی introduction کو oppose نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین صاحب میاں صاحب نے جو بات کی ہے کہ already کوئی Bill pending ہے اگر اسکے ڈرافٹ کی کاپی ہمیں مل جائے اور اگر National Assembly میں بھی pending ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس میں اپنی تجاویز آپ کو دے دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: وہ ہم نے واپس لے لیا ہے۔ میں آپ کو اس کے بارے اطلاع دے دوں گا۔ جو اس وقت بل تھا وہ دوبارہ ہم وہاں لائیں گے۔ وہ کاپی آپ کو دے دیں گے لیکن ابھی دوبارہ وہ بل under consideration ہے وہ جس وقت final shape میں آئے گا ہم آپ کو دے دیں گے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میرے کہنے کا مقصد ہے آپ کا مسئلہ جناب یہ ہوتا ہے کہ آپ نیشنل اسمبلی میں بل پاس کرا لیتے ہیں پھر آپ ہمارے پاس جب آتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ آپ اس کو پاس کریں تو اس سے بہتر process یہ نہ ہوگا کہ جب آپ نیشنل اسمبلی میں کوئی چیز ڈال رہے ہوں ہمیں اس کی کاپی دے دیں ہو سکتا ہے ہم اس سے بہتر کوئی تجاویز آپ کو دے دیں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جی ہم لے آئیں گے۔ عرض یہ ہے کہ وہاں سے ہم نے واپس لیا ہے بل وہاں pendingتھا۔ وہاں سے واپس لیا ہے اور بل کو recast کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: It is a good suggestion.

یعنی آپ informally بھی تو ان سے consult کر سکتے ہیں۔ جب ایسا کوئی بل ہو ان informally سے بات کرلیں تاکہ بعد میں problem نہ ہو۔ یا پہلے یہاں پر introduce کر دیں تاکہ یہ دیکھ لیں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: ٹھیک ہے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔

LEGISLATION

THE CAPITAL DEBELOPMENT AUTHORITY

(AMENDMEHT) BILL, 1999.

Mr. Chairman: OK. So, I will put the motion to the House.

It has been moved by Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo, the Minister Incharge of Cabinet that the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance 1960 {The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1999}, as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(the motion was adopted)

Mr. Chairman: And the motion is adopted. Now I will take the Bill clause by clause. The question is that Clauses 2, 3 and 4 do form part of the Bill.

(the motion was carried)

Mr. Chairman: So, clauses 2, 3 and 4 form part of the Bill. The question is that Clause 1 which is Short Title, Commencement and the Preamble do form part of the Bill.

(the motion was carried)

Mr. Chairman: So, Clause 1 , Short Title , Commencement and the Preamble do form of the Bill.

اب تھرڈ ریڈنگ پر آجائیں۔ جی آئیٹم نمبر 5 کو move کر دیں۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I move that the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance , 1960 [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1999], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo, Minister- In-Charge of Cabinet that the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance , 1960 [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1999], be passed.

(the motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. I think it is good beginning, it just shows

کہ جی اگر آپس میں interaction ہو تو کام بڑھ سکتا ہے۔

میاں محمد یسین خان وٹو۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کی cooperation کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ یہ cooperation جاری رہے گا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میں وٹو صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ 31 دسمبر 1997 کے بعد آج انہوں نے پہلی دفعہ اپوزیشن کو اپنے ساتھ چلا کر یہ بل پاس کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اور مجھے مبارکباد دیں کہ میں بھولا نہیں ہوں ' مجھے یاد ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! مجھے آپ سے یہ توقع نہیں کہ آپ بھول جائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! جو بات ہو رہی تھی ' میری بھی " بلوچستان نیشنل موومنٹ" نام کی ایک پارٹی ہے۔ میں اسی حوالے سے بات کروں گا کہ یہاں پر دو بڑی پارٹیاں ہیں اور اگر ایمانداری سے بات کریں تو ان کے کوئی اصول نہیں ہیں ' نہ کوئی ضابطے ہیں ۔ جب یہ اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو عدلیہ کی تعریف میں یہ پھولے نہیں سماتے اور ہر وقت عدلیہ ' عدلیہ کہتے رہتے ہیں ۔ جب گورنمنٹ میں ہوتے ہیں تو اس وقت ان کے عدلیہ کے وہ تمام فیصلے جو ان کے حق میں نہیں ہوتے ' جہاں یہ آمر بننے کی کوشش کرتے ہیں ' جہاں یہ شخصی طرز حکومت کی طرف جانا چاہتے ہیں' پھر یہ سارے خاموش ہیں ' اور ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں اور اس طرح ساتھ رہتے ہیں کہ کہتے رہتے ہیں yes, yes,۔

Mr. Chairman: I can say Aitzaz that you have difficult job at your hand keeping everybody together.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں ۔ کسی نے آج تک ان اداروں کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کی۔ پارلیمنٹ ہے اس کا برا حال ہے ۔ پریس ہے اس کی آزادی کا مسئلہ ہمیشہ درپیش ہے ۔ عدالت عظمٰی کے لئے میں دیانتداری سے بات کرتا ہوں کہ جب یہ اقتدار میں ہوتے ہیں تو یہ اس کی respect نہیں کرتے ۔ ہاں اس وقت کرتے ہیں جب ان کی مدد ہو یعنی جب فیصلہ ان کے خیالات کی مطابقت کرے۔

جناب عالی! میں ایک ادنٰی کارکن ہوں اور پچھلی حکومت کے دوران بھی جو عدلیہ کے بارے میں peace march تھی میں اس سے بالکل مطمئن نہیں تھا ' وہ بالکل نامناسب تھا۔ ابھی جو وزیر اعظم صاحب نے تقریر کی ' اس میں میرے جیسا عام آدمی بھی یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ خاص طرز میں عدلیہ کے بارے ایسے کلمات تھے جن سے یہ تاثر ملتا تھا کہ عدلیہ کا حالیہ فیصلہ ان پر بارگراں گزرا ہے ۔ جناب والا! ہمارے ہاں یہ عدلیہ کا احترام ہے ۔ جناب والا! جو آپ کے پاس electronic media ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے ذریعے آپ عدالتوں کے تقدس کو متاثر کریں یا ایسی بات کریں جس سے عام آدمی

بھی سمجھے کہ بھائی نفرت اور ناراضگی کا اظہار ہے۔

جناب والا! میں ایک اور بات عرض کرتا ہوں کہ ابھی مسلسل ٹی وی پر ایسے قصے اور کہانیاں جاری ہیں جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ عدلیہ کا جو فیصلہ ہے یا جو بات ہوئی ہے وہ امن و امان قائم کرنے میں مددگار ثابت نہیں ہو گی۔میری ان سے گزارش ہے کہ جناب والا! یہ ملک چودہ کروڑ عوام کا ہے ' یہ ملک اداروں کے ذریعے خوشحال بن سکتا ہے۔اداروں کے ذریعے اس ملک کو چلائیں۔ محاذ آرائی Executive اور عدلیہ کے درمیان اچھی بات نہیں ہے بلکہ کسی بھی ادارے کی دوسرے ادارے کے ساتھ محاذ آرائی مناسب بات نہیں ہے۔یہ سٹیٹ کے pillars ہیں۔ ہمیں ان کا احترام کرناچاہیے ۔اور ان کو بھی پنپنے کا موقع ملنا چاہیے ۔یہاں سب سے بڑی جو مصیبت ہے جناب investigation کا جو ہمارا طریقہ ہے وہ بوگس ہے ۔وہ investigation Agencies جو ہیں وہ سارا سارا دن ' چوبیس گھنٹے تو وہ ہماری خدمت سے فارغ نہیں ہیں ۔یہ آپ جانتے ہیں جناب یہ جو پروٹوکول کی خدمت لیتے ہیں ۔لاء اینڈ آرڈر کی خدمت لیتے ہیں ۔ڈنڈے مارنے کی خدمت لیتے ہیں ۔ اپوزیشن کی مرمت کرنے کے لئے ان کو استعمال کرتے ہیں ۔ اب یہ تو اس سے فارغ نہیں ہیں ۔یہ ایک تو لاء اینڈ آرڈرجس کو ہم کہتے ہیں جناب والا! یا اپوزیشن کے ' معذرت کے ساتھ میں کہوں گا کہ اپوزیشن کے خلاف استعمال کرنے سے یہ فارغ نہیں ہیں تو یہ investigation کیا کریں گے۔

یا تو آپ investigation کے نظام کو بہتر بنائیں ۔ آپ investigation کے نظام کو بہترکریں اور وہ جو چالان ہوتے ہیں جناب ،وہ صحیح وقت میں پیش ہوں اور نا مکمل نہ ہوں ۔ اکثر جناب بااثر لوگوں کے چالان نامکمل ہوتے ہیں ۔تو میری التجا دونوں طرف سے یہ ہوگی ' اپوزیشن سے بھی اور گورنمنٹ سے بھی ' کہ جب اقتدار میں آئیں تو گورنمنٹ کو کہیں کہ وہ ایسے نازیبا الفاظ یا یہ جو میڈیا کی ان کو یکطرفہ سہولت حاصل ہے ۔یہ ون وے ٹریفک جو ہے ناں یہ ٹی وی اور ریڈیو کی اس کو اپنے اداروں کے خلاف استعمال نہ کریں ۔تمام اداروں کا احترام کریں اور تمام اداروں کو مل کر چلائیں یہ ادارے ' ان کی ضرورت ہے اور قومی خدمت جو ہے وہ صرف اور صرف اداروں کو مضبوط کرنے سے ہوگی اور کوئی راستہ نہیں ہے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

اور آخر میں میں صرف یہ عرض کر دوں یہ تو میں نے ایسے ہی کہا ۔ یہ میں نے ضروری سمجھا کہ میں اپنا نقطہ نظر بتاؤں ۔میں دل سے احترام کرتا ہوں عدالت عظمیٰ کا۔ چونکہ ہمارے جیسے غریب لوگوں کے لئے بغیر عدالت کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

POINTS OF ORDER

i) RE: A CLERK IN CUSTODY OF FIA FOR ISSUING AN AMBASSADOR'S PASSPRT OUT OF WAY.

جناب چیئرمین ۔ عبدالحئی صاحب کے بعد مسعود کوثر صاحب پھر آپ کی باری ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ صرف ایک طرف توجہ حکومت کی مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وزارت خارجہ میں جناب جو یہ سفارتی پاسپورٹ ہوتے ہیں جناب وہ کچھ جاری کئے گئے تھے ان کا کیس انہوں نے FIA کو دیا ہے 20 اگست 1997 کو اور 1997 سے لے کر 1999 تک کوئی اور دو کیس بھی دیے ہیں۔

اب یہ دیکھیں جناب ہمارا انصاف۔ اس میں وہ جو بھگت رہے ہیں جن کو FIA کے حوالے کیا گیا وہ کلرک لوگ ہیں۔ بھائی کلرک کی کیا جرات ہے کلرک جرات کر سکتا ہے، جناب بغیر اوپر کی ملی بھگت کے اس کو یہ جرات ہے کہ جس کا حق نہیں بنتا اس کو سفارتی پاسپورٹ دے۔ اب یہ عام ہمارا وطیرہ ہے جناب ہمارے نظام میں کہ جب بھی یہ کرپشن وغیرہ یا دوسری کوئی بات ہوتی ہے تو ہم نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ چھوٹے ملازمین کو پکڑتے ہیں۔ بھائی! بڑے مگر مچھ کو پکڑو، بڑے مگر مچھ کا پتا ہو۔ یہ چھوٹا ملازم کیسے کر سکتا ہے۔ یہ کلرک ہے چھوٹا آدمی ہے وہ کیسے یہ کام کر سکتا ہے۔

ابھی آپ دیکھیں جناب والا! میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وزارت خارجہ میں بغیر departmental انکوائری کے ان کو جیل بھیج دیا چھوٹے ملازمین ہیں کلرک ہیں اور جو با اثر ہیں یا جو فیصلہ کن طاقت رکھتے ہیں یعنی بڑے افسران ہیں، بھائی اگر آپ اس کے بارے میں دو نمونے مت دیں آپ ایک طریقہ کریں۔ وہ جو بڑے لوگ ہیں ان کے بارے میں بھی آپ سوچیں۔ اور ساتھ یہ ہے کہ جناب یہ جو ویزہ اور جو طریقہ کار ہے جناب اس میں سوال یہ ہے کہ سوائے وزیر اعظم صاحب کے جو لوگ اس کے حق دار نہیں ہیں سفارتی پاسپورٹ کے، اس کے لیے کسی دوسرے کو اجرا کا اختیار بھی نہیں ہے فارن سیکرٹری کو بھی نہیں ہے کسی کو بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کو بھی نظر انداز کیا گیا۔ یہ سب چیزیں ہوئی ہیں مثال کے طور پر۔ میری التجا ہو گی کہ وزارت خارجہ سے چونکہ یہ مسئلہ کرپشن سے متعلق ہے، تو اس کے لئے آپ کی اعلیٰ سطحی کمیٹی ہو جو تحقیقات کرے اور اس کو دیکھے اور اس سے پہلے جناب اس میں سے ایسا نہ ہو چھوٹے ملازمین کے ساتھ، کیوں غریبوں کو بے روز گار کرتے ہو۔ اگر

کسی نے کوئی جرم کیا ہے تو پھر اس کا یکساں طریقہ ہونا چاہیے اوپر سے لے کر نیچے تک ۔ تاکہ انصاف ہو اور یہ معاشرہ بہتر اور ٹھیک ہو جائے جناب اگر آپ بڑے لوگوں کو کچھ نہیں کہیں گے چھوٹے ملازمین کو کچلیں گے تو اس سے جناب کرپشن اور زیادہ بڑھے گی کوئی اور ان کو خدمت گار مل جائے گا۔ میری یہ التجا ہو گی حکومت سے کہ اس مسئلے پر توجہ دیں اور اس میں بڑے سے لے کر چھوٹے تک جو بھی ملوث ہیں وزارت خارجہ میں یہ جو سفارتی پاسپورٹ کے حوالے سے۔ ان سب کو دیکھیں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنائیں جو بھی طریقہ کریں انصاف سب کے لئے ہو اور جو مجرم پائے جائیں ان کے لئے یکساں طریقہ کار ہو اور آئندہ بھی حکومت تمام اداروں میں چھوٹے ملازمین پر نزلہ نہ ڈالے جو ملوث ہوں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو ۔ شکریہ جناب بہت مہربانی چیئرمین صاحب ۔

جناب چیئرمین ۔ مسعود کوثر صاحب ۔اس کے بعد عالی صاحب پہلے مسعود کوثر صاحب ۔

ii) RE: STARTING OF WORK OF KOTEL TUNNEL AND CONSTRUCTION OF DOUBLE ROAD BETWEEN HASSAN ABDAL AND NOSHERA.

سیدمسعود کوثر ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! جس بات کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اس کے متعلقہ وزیر صاحب تو اس وقت تشریف نہیں رکھتے لیکن میں اس امید کے ساتھ یہ بات کررہا ہوں کہ اگر کوئی بھی وزیر موصوف اس بات کو نوٹ کرلیں اور اگر کل تک کوئی تسلی بخش جواب دے دیں تو میں ان کا ممنون ہوں گا ۔ جناب چیئرمین صاحب ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ درحقیقت میں حکومت کی توجہ kotel tunnel کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ kotel tunnel کافی دیر سے شروع کیا ہوا ایک منصوبہ ہے ۔ جس میں کہ ہماری information کے مطابق جو جاپانی حکومت ہے 'اس نے بھی فنڈز دیئے ہوئے ہیں اور دو تین دفعہ موجودہ حکومت کی طرف سے بھی اعلانات ہوئے کہ پہلے غالباً دسمبر کے مہینے میں اس پر کام شروع ہونا تھا ۔ اس کے بعد فروری کے مہینے میں کام شروع ہونا تھا لیکن ابھی تک کوئی اس قسم کی بات نظر نہیں آتی کہ اس پر کام شروع ہو گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم منصوبہ ہے اور اس پر already بہت دیر ہو چکی ہے اور آئے دن کوہاٹ اور بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کا ایک kotel tunnel کے بن جانے سے کراچی اور پشاور کے درمیان جو ٹریفک کے مسائل ہیں وہ اسی فیصد تک تقریباً حل ہو جائیں گے ۔ یہ ایسا پراجیکٹ ہے کہ جس میں دو تین چار سال لگ جائیں گے کام

شروع ہونے کے بعد بھی لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا وجوہات ہیں کہ ابھی تک kotel tunnel پر کام شروع نہیں ہوا۔

جناب والا! دوسری بات بھی چونکہ کمیونیکیشن منسٹری سے تعلق رکھتی ہے ۔ حسن ابدال سے تھوڑا آگے اور نوشہرہ تک یہ ایک single road تھی جس کو کہ double road کرنے کے لئے پچھلے کوئی دس سال سے وہاں پر کام ہورہا تھا ' یہ کام کبھی بند ہو جاتا ہے۔ آئے دن سینکڑوں حادثات ' خاص طور پر رات کے وقت ہوتے ہیں ۔ جناب! رات کے وقت نہ وہاں پر کوئی وارننگ کا سسٹم ہے اور نہ کوئی اور انتظام کیا جا رہا ہے ۔ اس پر ابھی کمیونیکیشن وزیر صاحب نے کہا کہ کام شروع ہے ۔ میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں جی کہ جس طریقے سے دو چار لوگ انہوں نے کام پر لگائے ہوئے ہیں ۔ اس کا مقصد صرف ایک تاثر پیدا کرنا ہے کہ وہاں پر کام ہو رہا ہے ۔ practically وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے ۔میں وزیر موصوف سے یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ بھی حکومت کے نوٹس میں یہ بات لائیں اور ہمیں سنجیدگی سے بتائیں کہ واقعی اس روڈ پر بھی حکومت کام کرنا چاہتی ہے یا نہیں کرنا چاہتی ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی .anything else جی جمیل الدین عالی صاحب ۔ آپ فرمائیں ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ جناب آج کے Order of the Day میں 19 items تھے اور ان میں سے صرف پانچ پر عمل ہو سکا یعنی جناب میاں یسین وٹو صاحب نے اپنابل تجویز کرا کے پاس کرا لیا تو باقی item کیا defer ہونے کا اعلان ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں defer نہیں ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ وہ وزراء ہی نہیں آئے ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں وزراء کی بھی ہے لیکن میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ اگر آپس میں بات چیت ہو جائے تو bills میں آسانی ہو جاتی ہے ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب والا! اس کا کوئی اعلان نہیں ہوا ۔ ہم جیسے غرباء پیچھے بیٹھنے والوں کے متعلق کہ بڑوں نے کیا طے کیا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا یہ بتائیں کہ کوئی ایسا بل ہے جس میں آپ کوئی خصوصی دلچسپی رکھتے

ہیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ نہیں جناب وہ تو جب بل سامنے آتا ہے تو ہم اس میں دلچسپی لینے کے حق دار ہوتے ہیں ۔ میں تو آپ کی توجہ صرف اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ ایوان بالا کی باہر یہ شہرت ہو رہی ہے کہ یہ لوگ جس کام کے لئے جمع کئے جاتے ہیں according to a lucid order آپ ہی کے آرڈر ۔ آپ ہی سے clear ہو کر ۔ اس کے بارے میں کم وقت استعمال ہوتا ہے اور باقی باتوں میں زیادہ وقت نکل جاتا ہے ۔ باقی باتیں بھی اپنی جگہ بہت اہم ہوتی ہیں ۔ privilege motion ہوتے ہیں ' adjournment motion ہوتے ہیں لیکن جناب والا! جو Order of the Day آپ discuss کرتے ہیں ۔ لوگ بنیادی طور پر یہ ایوان حکومت کا احتساب کرنے اور قانون سازی کے لئے بناتے ہیں ۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ میاں یٰسین خان وٹو صاحب ۔یہ عالی صاحب کا ایک گلہ جائز ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جی اتنے قوانین Order of the Day پر ہیں ' آپ نے ایک پاس کروا لیا ۔ باقی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اور ان کو بھی discussion میں involve کر لیا کریں تاکہ کوئی ہو سکتا ہے کہ ان کی ----

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب والا' نہ متعلقہ وزراء ہیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! باقی کچھ میں amendments آئی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اچھا جی ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب! معلوم تو ہو کہ کیا ہونا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اس میں یہ ہے کہ میرے خیال میں یہ independent ہیں ۔ یہ ہیں یا عبدالحئی صاحب ہیں ۔ ان کو بھی involve کر لیا کریں تاکہ discussion ہو جائے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ ان کو بھی involve کریں گے ' کچھ amendments آئی ہیں ۔ وہ چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب کے پاس ہیں اور وہی ابھی میں بات کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین۔ اس کے علاوہ بھی آپ دیکھیں جنہوں نے amendments نہیں دیں ۔ ان کو بھی اگر آپ involve کرلیں تو input ہو جائے گی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سارے فاضل ممبر صاحبان کو جن کی amendments ہیں، ان سے ہم مشورہ کریں گے کہ اس میں سے اگر کوئی amendments ہم accept کر سکے تو ہم accept کرلیں گے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ تو یہ بتا دیا کریں، ادھر سے کھڑے ہو کر یہ بتا دیا کریں کہ ہم یہ کرنے والے ہیں کیونکہ ہم تو یہاں blank بیٹھے رہتے ہیں اور اپنی بے بسی کو کوستے رہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ بہرحال میاں صاحب مجھے اتنا کہنا تھا۔ بہرحال اب چونکہ آپ نے اجازت دے دی ہے۔

جناب چیئرمین۔ عالی صاحب ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ ان bills کو پڑھ لیں اور کسی میں آپ کو یہ محسوس ہو کہ نہیں اس میں یہ تبدیلی آنی چاہیے تو آپ amendment دے دیا کریں۔ اس میں پھر automatically پتا چل جائے گا کہ آپ کی اس میں کوئی سوچ ہے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ وہ جناب جب بات سامنے آئے گی اور normally جو آپ ہی نے طریقہ رائج کیا ہے۔ خیر آپ کا اختیار ہے کبھی آپ بہت rigid ہو جاتے ہیں کہ جب موقع آئے گا تو اس پر بات کیجیئے گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں میں تجویز یہ دے رہا ہوں کہ آپ یہ جو بل ہوتے ہیں agenda پر انہیں دیکھ لیں اور اس میں اگر آپ محسوس کریں کہ آپ نے کوئی amendment دینی ہے یا آپ کی کوئی سوچ ہے تو آپ وہ دفتر میں جمع کرا دیں۔ اس سے یہ پتا چلے گا کہ بھئی آپ اس میں کوئی interest رکھتے ہیں پھر آپ کو وہ involve کرنے میں آسانی ہو گی کیونکہ یہ ہوتا ہے کہ شاید محسوس کریں کہ ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ in fact اگر آپ چاہتے ہیں کہ سب میں، تو سب میں کچھ نہ کچھ amendment دے دیں، پھر یہ خوامخواہ آپ کو بلائیں گے یہ رضا ربانی کا فارمولا ہے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب اس گنجائش پر بھی عمل کیا جائے گا آپ کی بہت مہربانی لیکن اس کے وزراء نظر آنے چاہییں یا ان کا اعلان ہو کہ آج یہ سب کام نہیں ہو گا میری گزارش یہ تھی یہ نہیں کہ اب فرض کیجیئے کہ میں نے amendment کی تو سامنے آ جائے گی اگر نہیں، میں نے propose کی تب بھی۔ مجھے business of the House جو کہ آپ ہی کے clearance سے ہاؤس کے order کے مطابق آتا ہے، چلتا ہوا تو گئے۔ میں تو اپنی جگہ یا اور بہت سے لوگ یہاں بیٹھے رہتے ہیں

اور وہ ایک چیز ہوا میں آ کر غائب ہو جاتی ہے۔ اب item No.6 لیں ' باقی وقفہ متفرقات کی آپ نے اجازت دے دی تو وہ آپ بہت اچھا کرتے ہیں ۔ ایک وقفہ متفرقات ہو گیا ' کوثر صاحب کو ایک بات کہنی ہے ' مجھے ایک بات کہنی ہے ' حئی صاحب کو ہمیشہ کہنی ہی ہوتی ہے ماشاء اللہ ۔ تو آپ کی اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اب میں وہ بات کہنا چاہتا ہوں جس کا مجھے موقع نہیں ملتا تھا۔ صرف دو منٹ میں عرض کروں گا کہ جناب والا ! دستور پاکستان میں' جب سے دستور بننا شروع ہوا ہے ' 1956 ، 1962 ' ، 1973 ، سے اردو کو نہ صرف قومی بلکہ ریاستی زبان declare کر کے دستور میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کا دفاتر سرکار میں نفاذ کر دیا جائے ' اس کے لئے ایک مقتدرہ قومی زبان بھی بنا دی گئی تھی' ہماری انجمن ترقی اردو اپنے طور پر privately کام کرتی رہتی ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب کے دور میں اور قائد اعظم کے حکم کے مطابق یہاں بنی تھی ' اور کئی ادارے کام کر رہے ہیں خاص طور مقتدرہ جس کی کارکردگی سے میں ذاتی طور پر بہت مطمئن ہوں ۔ یہ سب مل ملا کر حکومت ہر آٹھ دس برس بعد اس کو ملتوی کر دیتی ہے اس دفعہ اس نے باقاعدہ دس برس کے لئے ملتوی نہیں کیا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جو اتنا بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ میری اس بات کا کیا حشر ہو گا لیکن میں جناب ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ اردو کو سرکاری دفاتر میں نفاذ کرنے کے لئے جو حکومت کوششیں کرا رہی ہے اور کیبنٹ ڈویژن کروڑوں روپیہ خرچ کر رہا ہے۔ کیا وہ اس کے کام سے مطمئن نہیں ہیں جو نافذ نہیں کرتے' کیا یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کام پورا نہیں ہوا ہے جو دفاتر میں نافذ ہو جائے۔ اگر نہیں ہوا ہے تو وہ کیا سمجھتے ہیں ' اس کا کیا شیڈول ہے' ان کے پاس کیا assessment ہے ' کیا انہوں نے پچھلے سال evaluation کرایا یا اب کرائیں گے۔ کیا evaluation کرایا ہے مقتدرہ کے کام کا اور ہم سب کے کام کا۔ پورے ملک میں باون برس میں جو کام ہوا ہے اور جامع عثمانیہ سے جس کام کا استفادہ کیا گیا ہے ' تمام ملک میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں انجمنوں نے اس موضوع پر کام کیا ،حکومت نے ان کو پیسہ دیا اور دیتی ہے ۔ تو کیا وہ رشوت دے کر بات کو ٹالتی ہے ' کیا اس کا مطلب ہے ۔ It is the meaning or not وہ Constitution کی اس دفعہ پر believe کرتے ہیں یا نہیں کرتے' اگر نہیں کرتے تو اس کو یہاں لائیں اور reject کر دیں ' اس پر کچھ لوگ ضرور مخالف ہونگے ۔ اردو کے ضرور کچھ لوگ مخالف ہیں they are welcome to oppose لیکن حکومت نہیں لگتی۔ یہ حکومت دستور میں اردو کے حق میں ہے ' اس سے پچھلی پیپلز پارٹی کی حکومت بھی دستور میں قومی زبان اردو کے حق میں تھی۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جناب وٹو صاحب یا قائد ایوان اس ہاؤس کو کوئی assurance دیں

گے یا کسی سے پوچھ کر دیں گے، کینٹ ڈویژن سے پوچھ کر بتائیں گے۔ آج، کل یا پرسوں اس پر کوئی بیان دیں گے، وہ فرما دیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب مختار صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ اس پر میاں صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ عنایت فرما دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ انہوں نے سنا ہی نہیں ہے تو جواب کیا دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ ہاں وہ اس پر سوچ کر بیان دیں گے۔ جی مختار صاحب۔

iii)RE: GET VACATED THE ENCROACHMENTS AT MURREE ROAD ISLAMABAD BEFORE THE EXPIRY OF NOTICE DATE GIVEN BY THE CDA ITSELF.

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ جناب پچھلے سیشن میں you remember I had raised a point of order regarding these what they call encroachments. Basically it is displacement of the people of Murree.

Mr. Chairman: Displacement of people on the Murree Road.

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ ہاں جی مری روڈ پر جو لوگوں نے encroachment کیا تھا، ان لوگوں کو ہٹایا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا یہ اسلام آباد میں۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ تو اس میں CDA نے نوٹس دیئے تھے اور وہ نوٹس پر ان جگہوں کو چھ تاریخ تک vacate کرنے کے مگر انہوں نے تین تاریخ کو خالی کرائے This was told to them کہ یہ اپنے قانون کو اپنے rules and laws کو violate کر رہے ہیں اس کے بارے میں انہوں نے کیا کہنا ہے he said, "We will take up the case." میں نے ان کو ایک کاپی بھی دی

تھی تو وزیر صاحب فرمائیں گے کہ اس کے بارے میں انہوں نے کیا کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! اس سلسلے میں باقی جگہ پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے نوٹس دئیے ہوئے تھے اس سے پہلے کی تاریخ کے لیکن کچھ جگہ پر واقعی یہ درست ہے کہ نوٹس جو تھے وہ ابھی تک expire نہیں ہوئے تھے۔ وہ جو آپ نے مجھے نوٹس دیا تھا میں نے وہ ان کو بھیجا ہوا ہے اور اس پر میں نے ان سے information مانگی ہے میں انشاء اللہ کل ہی وہ لے کر آپ کو بتا دوں گا۔

Mr.Chairman: Ok. any thing else

اچھا جی کل کتنے بجے تک adjournment کرنی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ کل ساڑھے نو کس لئے جی۔

جناب چیئرمین۔ صبح کرنا ہے جی۔

The House is adjourned to meet again tomorrow, 26th February, at 10.00 a.m.

(The House was then adjourned to meet again at ten of the clock in morning on Friday, February 26, 1999)